عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۲۹	یکم تا ۷ ذوالقعدہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۸ تا ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۰ء	شمارہ: ۳۸

دعوتِ غور و فکر

اسلام

بنیادی حقوق کا سب سے بڑا علمبردار

صحابہ کرامؓ کے مرضُ الموت کے واقعات

شرعی قوانین میں صنفِ نازک کی رعایت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

چوتھے دن قربانی کا حکم

شہناز شاہد،عروج فاطمہ، کراچی

س:...... مسلمانوں کا ایک فرقہ بقرعید کے چوتھے دن بھی اونٹ کی قربانی کرتا ہے، شرعی طور پر جبکہ صرف تیسرے دن عصر کے وقت تک قربانی کرسکتے ہیں، شرعی طور پر اس سے سلسلے میں کیا حکم ہے؟

ج:...... قربانی تین دن ہوتی ہے، یعنی دس، گیارہ، بارہ اور جو لوگ چوتھے دن قربانی کرتے ہیں، ان کو اس سے غلطی لگی ہے کہ تکبیرات تشریق چونکہ چوتھے دن ہوتی ہیں، اس لئے چوتھے دن بھی قربانی ہوتی ہے۔ ان سے کوئی پوچھے کہ تکبیرات تشریق تو ۹ تاریخ سے شروع ہوتی ہیں تو کیا نو ذوالحجہ کو بھی قربانی جائز ہے؟ اگر نہیں تو تیرہ ذوالحجہ یعنی چوتھے دن کیونکر جائز ہے؟

س:...... کن مسلمانوں پر کن حالات و صورت میں قربانی واجب ہوتی ہے یا اگر تنخواہ کم ہو تو قربانی واجب نہیں ہوگی؟ شرعی طور پر اس سلسلے میں کیا حکم ہے، کیا قرض لے کر قربانی کرسکتے ہیں؟

ج:...... جو مسلمان صاحب نصاب ہو اس پر قربانی واجب ہے، زکوٰۃ کے لئے صاحب نصاب کے لئے سال کا گزرنا اور مال تجارت کا ہونا شرط ہے جبکہ قربانی کے لئے سال کا گزرنا اور نصاب کے بقدر مال کے لئے مال تجارت کا ہونا بھی شرط نہیں ہے۔ چنانچہ اگر کسی کے گھر میں ضرورت سے زائد کپڑے اور برتن ہوں تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔

س:...... قربانی کا جانور چوری ہوجانے یا فوت ہوجانے کی صورت میں صاحب جانور پر کیا فرض ہے کہ دوبارہ جانور خرید کر قربانی کرے جبکہ اس کی مالی حالت ایسی نہیں ہے کہ دوسرا جانور لے کر قربانی کرسکے؟

ج:...... اگر صاحب نصاب ہے تو ضرور اس کو دوسرا جانور خریدنا ہوگا اور اگر صاحب نصاب نہیں ہے تو چونکہ جانور خرید کر اس نے اپنے ذمہ قربانی واجب کرلی تھی، اس لئے اس کو اب قربانی کرنا ہوگی۔

س:...... اشراق کی نفل نماز و چاشت کی نفل نماز کے لئے موسم سرما میں وقت کا تعین کس طرح کیا جاسکتا ہے؟

ج:...... سورج نکلنے کے بیس منٹ بعد اشراق پڑھی جائے اور اس کے دو گھنٹے بعد چاشت کی نماز پڑھ لی جائے۔

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

خواتین کی نوکری

رضیہ ترین، پشین بلوچستان

س:...... کیا ایک عورت کے لئے نوکری کرنا جائز ہے؟ جبکہ اکثر دفاتر میں مردوں کی اکثریت ہوتی ہے، کیا کسی عورت کے لئے دفتری ساتھی مردوں کے ساتھ ضرورت کی گفتگو جائز ہے؟

ج:...... اسلام میں خواتین کو گھرداری اور گھریلو ذمہ داریوں کا مکلف بنایا گیا ہے، خواتین پر کسب معاش کی ذمہ داری نہیں ڈالی گئی۔ چنانچہ اسلامی تعلیمات کی رو سے مرد گھر سے باہر کی ذمہ داریوں کو نبھائے اور خواتین اندرون خانہ کے معاملات نبھانے کی مکلف ہیں۔ اس لئے کہ خواتین کو اللہ تعالیٰ نے انسان سازی کی اہم ذمہ داری دی ہے۔ اگر خواتین بھی مردوں کی طرح گھروں سے باہر نکل جائیں گی تو ان کی نئی نسلوں کی تعلیم وتربیت کون کرے گا؟ آپ نے دیکھا جن معاشروں میں مائیں روٹی روزگار کے چکر میں گھر سے باہر نکلتی ہیں ان کی اولادیں عموماً بے راہ رو ہوجاتی ہیں اور ایسی نسلیں معاشرہ کے بگاڑ کا سبب بنتی ہیں۔

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۲۹ — یکم تا ۷ ذوالقعدہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۸ تا ۱۵/ اکتوبر ۲۰۱۰ء — شمارہ: ۳۸

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیراعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیراعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

قدرتی آفات اور اس کے اسباب	۵	مولانا محمد اعجاز مصطفی
اسلام... بنیادی حقوق کا سب سے بڑا علمبردار	۹	ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی
صحابہ کرامؓ کے مرض الموت کے واقعات	۱۲	افشاں نوید
شرعی قوانین میں صنف نازک کی رعایت	۱۵	مولانا محمد برہان الدین سنبھلی
مسلم حکمرانوں کی بے حسی!	۱۹	مولانا محمد اعجاز مصطفی
دعوت غور وفکر	۲۵	مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

کچھ حدیث

صحابہ کرامؓ کے زہد کا بیان

فضیلت صبر

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کھا کر شکر کرنے والا بمنزلہ روزہ رکھ کر صبر کرنے والے کے ہے۔''

(ترمذی ج:۲،ص ۷۲)

شکر اور صبر، ایمان کے دو بازو ہیں، جو معاملہ نفس کو ناگوار ہو، محض رضائے الٰہی کے لئے اس کو برداشت کرنا اور جزع فزع کا اظہار نہ کرنا ''صبر'' کہلاتا ہے، (اور روزہ اپنی مرغوبات کو محض رضائے الٰہی کے لئے ترک کرنے کا نام ہے، اس لئے روزہ صبر کی اعلیٰ ترین قسم ہے)، اور جو حالت طبیعت کے موافق ہو اس کو من جانب اللہ سمجھنا، اس پر خوش ہونا، اس کو اپنی لیاقت سے زیادہ سمجھنا، اس پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا، اس نعمت کو گناہ میں استعمال نہ کرنا، بلکہ رضائے الٰہی کے حصول میں استعمال کرنا ''شکر'' کہلاتا ہے، پس صبر اور شکر میں یہ فرق ہے کہ صبر میں تکلیف اور مصیبت کو معرفت جلال الٰہی کے لئے مرآۃ بنایا جاتا ہے، اور اس میں آدمی میں شکستگی اور عبدیت پیدا ہوتی ہے، اور شکر میں انعامات الٰہیہ کو معرفت جمال الٰہی کے لئے آئینہ بنایا جاتا ہے، جس سے حق تعالیٰ شانہٗ کے ساتھ اُنس و محبت کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، اور بندے کو دل میں حق تعالیٰ شانہٗ کے اَحکامات کی تعمیل اور ان پر مرمٹنے کا داعیہ پیدا ہوتا ہے، اس لئے حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے کہ کھا کر شکر کرنے والا بمنزلہ روزہ رکھ کر صبر کرنے والے کے ہے۔

وہ کون ہے جس پر دوزخ حرام ہے؟

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تم کو نہ بتاؤں کہ کون شخص ہے جو آگ پر حرام ہے اور آگ اس پر حرام ہے؟ آگ حرام ہے ہر اس شخص پر جو قریب، نرم خو اور آسان ہو۔''

(ترمذی ج:۲ ص:۷۲)

اس حدیث میں آدمی کی نرم خوئی اور نرم مزاجی کی تعریف کی گئی ہے، جو حق تعالیٰ کا بہت بڑا عطیہ ہے، چنانچہ بعض لوگوں کے مزاج میں نرمی اور آسانی ہوتی ہے، ایسے لوگ فطرۃً دُوسروں سے نرمی و آسانی کا معاملہ کرتے ہیں، اس لحاظ سے لوگ ان کے قریب ہوتے ہیں اور وہ لوگوں کے دلوں کے قریب ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس بعض لوگوں کے مزاج میں تندی و درشتی پائی جاتی ہے، وہ دُوسروں سے سخت گیری کا معاملہ کرتے ہیں، اس وجہ سے لوگ ان کے قریب نہیں بھٹکتے، اور وہ لوگوں کے دلوں سے دُور ہوتے ہیں۔ آدمی کی پہلی حالت محمود، اور دُوسری مذموم، یہ اوصاف اگرچہ خلقی ہیں، مگر ان کا استعمال اختیاری ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خانگی معاملات

''حضرت اَسود بن یزید رحمہ اللہ (جو بہت بڑے مرتبے کے تابعی ہیں) فرماتے ہیں کہ: میں نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ: جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لاتے تھے تو کیا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ: گھر کے کام کاج میں مشغول رہتے تھے، لیکن جب نماز کا وقت آتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔''

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اخلاق اور کمال تواضع تھی کہ دولت خانے میں تشریف رکھتے ہوئے گھر کے معمولی کاموں سے بھی عار نہیں فرماتے تھے، بلکہ ایک عام آدمی کی طرح گھر کی ضروری خدمت میں مصروف رہتے تھے۔ شمائل ترمذی (ص:۲۴) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ان خدمات کی تفصیل اس طرح آئی ہے:

''انہوں نے فرمایا کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی انسانوں میں سے ایک انسان تھے، اپنے کپڑے کی جوئیں دیکھ لیتے تھے (کہ کسی دُوسرے کے کپڑے سے نہ چڑھ گئی ہوں) اور بکری کا دُودھ دوہ لیتے تھے، اور اپنے ذاتی کام خود کرلیتے تھے۔''

مسند احمد اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ:

''یَخِیْطُ ثَوْبَہٗ، وَیَخْصِفُ نَعْلَہٗ۔''

ترجمہ:... ''اپنا کپڑا سی لیتے تھے اور اپنا جوتا گانٹھ لیتے تھے۔''

اور ابن حبان کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ:

''وَیُرَقِّعُ دَلْوَہٗ۔''

ترجمہ:... ''اور اپنے ڈول کی مرمت کرلیتے تھے۔''

☆ ☆ ☆

اداریہ

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

قدرتی آفات اور اس کے اسباب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

کئی ہفتوں سے تقریباً پورا پاکستان سیلاب کی زد میں ہے، کہا جارہا ہے کہ یہ سیلاب دنیا میں آنے والی قدرتی آفات میں سے سب سے بڑی آفت ہے۔ پاکستان کی بالائی سطح سے اترنے والا یہ سیلاب ملک کے چاروں صوبوں میں ابھی تک اندوہناک تباہی پھیلا رہا ہے، دو کروڑ سے زائد افراد اس سے براہ راست متاثر ہوئے ہیں، جن کے سروں پر نہ چھت رہی اور نہ دیواریں۔ ہزاروں بستیوں کے نام ونشان مٹ گئے، کھربوں روپے مالیت کی تیار فصلیں، جائیدادیں اور مکانات تباہ و برباد ہوئے، ہزاروں مویشی تیز و تند لہروں کی لپیٹ میں آگئے، لاکھوں افراد بھوک کا شکار ہوگئے۔ مال واسباب سب غرق ہوگیا، کئی ایک جگہ پر ابھی تک مائیں، بہنیں، بیٹیاں، بزرگ اور بچے کھلے آسمان کے نیچے بے یار ومددگار پڑے ہیں، جن کا کوئی پرسان حال نہیں، اخبارات کی رپورٹ کے مطابق پچاس لاکھ متاثرین کھلے آسمان تلے بیٹھے ہیں، جب کہ آٹھ لاکھ افراد ایسے ہیں جن تک ہیلی کاپٹر کے بغیر رسائی ممکن نہیں۔

چند سال پہلے وادیٔ کشمیر بالاکوٹ، مانسہرہ ہزارہ ڈویژن وغیرہ شدید ترین زلزلہ کی لپیٹ میں آئے تھے، ابھی تک ملک پر اس کے اثرات باقی تھے کہ ایک بار پھر پاکستانی قوم سیلاب کے طوفان میں گھر گئی ہے۔

یہ قدرتی آفات، بلیات اور آزمائشیں وقفے وقفے سے پاکستانی قوم پر کیوں نازل ہورہی ہیں؟ اس کے کیا اسباب وعلل اور کیا محرکات وعوامل ہیں؟ اس کا جواب ایک حدیث میں ہے: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’اذا استحلت ھذہ الامۃ الخمر بالنبیذ والربا بالبیع والسحت بالھدیۃ واتجروا بالزکوۃ فعند ذلک ھلاکھم لیزدادوا اثما۔‘‘ (کنز العمال، ج:۱۴، ص:۲۲۶، حدیث:۳۸۴۹۷)

ترجمہ:.... ’’جب یہ امت شراب کو مشروب کے نام سے، سود کو منافع کے نام سے اور رشوت کو تحفے کے نام سے حلال کرلے گی اور مال زکوٰۃ سے تجارت کرنے لگے گی تو یہ ان کی ہلاکت کا وقت ہوگا، گناہوں میں زیادتی اور ترقی کے سبب۔‘‘

۱:... آج متمول طبقہ کا حال دیکھ لیجئے کہ اکثر کے ہاں شراب کا دور دورہ ہے، ہوٹلوں، کلبوں کو تو چھوڑ یئے اب تو مسلم آبادیوں میں بھی شراب خانے کھلنے کی آئے دن خبریں اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں۔

۲:... سود کا حال سب کے سامنے ہے جو ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا، جس کے لئے کروڑوں کی املاک، ہزاروں عفت مآب بہنوں اور بیٹیوں کی عزت وناموس کی قربانی اور خون کی ندیاں عبور کی گئیں، اسی ملک میں ۶۳ سال سے سود کی آبادکاری ہے، چھوٹے سے لے کر بڑے سرمائے دار اور حکومت تک ہر ایک سود کی لعنت میں کسی نہ کسی شکل میں گرفتار ہے۔ حالانکہ سود خوری اسلام کی نظر میں اس قدر گھناؤنا اخلاقی، معاشی اور معاشرتی جرم ہے کہ زنا اور قتل جیسے جرائم پردہ

لرزہ خیز سزا نہیں سنائی گئی جو سود خوری پر سنائی گئی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

’’یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللّٰہ وذروا مابقی من الربا ان کنتم مومنین، فان لم تفعلوا فأذنوا بحرب من اللّٰہ ورسولہ۔‘‘ (البقرہ:۲۷۸،۲۷۹)

ترجمہ:… ’’اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سود کا جو بقایا رہتا ہے اسے یک لخت چھوڑ دو، اگر تم مسلمان ہو، اور اگر تم ایسا نہیں کرتے تو خدا اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ سن لو۔‘‘

سود خوری کے علاوہ کسی بد سے بدتر گناہ کے خلاف خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان جنگ نہیں کیا گیا۔

یہ بات بھی یاد رہنی چاہئے کہ جو شخص انفرادی طور پر سود خوری کے جرم کا مرتکب ہے وہ انفرادی حیثیت سے خدا اور رسول کے خلاف میدان جنگ میں ہے اور اگر یہ جرم انفرادی دائرہ سے نکل کر اجتماعی جرم بن جائے اور مجموعی طور پر پورا معاشرہ اس سنگین جرم کا ارتکاب کرنے لگے تو خدائی عذاب کا کوڑا پورے معاشرے پر برسنے لگتا ہے۔

۳:… رشوت خوری کی وبا بھی معاشرہ میں ایک ناسور کی شکل اختیار کر چکی ہے، ادنیٰ درجہ کے ملازم سے لے کر اعلیٰ افسر تک ہر ایک رشوت لینے کو گویا اپنا پیدائشی حق گردانتا ہے۔ اس بارہ میں اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی بجائے جناب نذیر ناجی کے کالم بعنوان ’’کیا یہ بھی خاموش رہیں گے‘‘ کا ایک اقتباس نقل کیا جاتا ہے، موصوف لکھتے ہیں:

’’… حکومتی مشینری رشوت اور لوٹ مار کی اس قدر عادی ہو چکی ہے کہ ماسوا چند خدا ترس لوگوں کے باقی سب کے سب کوئی کام بھی ذاتی مفاد کے بغیر نہیں کرتے، یہ لوگ تنخواہ تو باپ کا مال سمجھ کر جیب میں ڈال لیتے ہیں اور جو فرائض ان کے ذمہ ہوتے ہیں انہیں ادا کرنے کا معاوضہ عام شہریوں سے وصول کرتے ہیں۔ کرپشن کی انتہا یہ ہے کہ جو کچھ عام شہری سے طلب کیا جاتا ہے اس کا کوئی تناسب نہیں ہوتا، شہری اپنے حق کی بنیاد پر جو کچھ حاصل کر سکتا ہے، وہ اسے بھاری معاوضہ دے کر لینا پڑتا ہے، وہ لوگ جو سرکاری مال اور خدمات کا پورا معاوضہ دینا چاہتے ہیں، انہیں سزا دی جاتی ہے…۔‘‘ (روزنامہ جنگ کراچی ص:۸، ۱۵ اگست ۲۰۱۰ء)

اس رشوت، لوٹ مار، کرپشن اور اقربا پروری کا نتیجہ ہے کہ بین الاقوامی امدادی برادری اور ادارے جو اس سیلاب کو دنیا میں آنے والی تمام آفتوں سے بڑی آفت قرار دے رہے ہیں، وہ بھی کھل کر اپنی امداد حکومتی اداروں کو دینے کے روادار نہیں۔ کئی ایک ممالک نے کھل کر کہہ دیا ہے کہ ہم متاثرین سیلاب اور پاکستانی قوم کی امداد تو کرنا چاہتے ہیں لیکن ہمیں حکومت، انتظامیہ اور ان کے ماتحت اداروں پر اعتماد اور بھروسہ نہیں، اس لئے ہم اپنی امداد اپنے ذرائع سے تقسیم کرائیں گے۔

ان کو تو چھوڑیئے خود وفاقی اور صوبائی حکومتوں میں باہم اعتماد کا فقدان ہے۔ اسی طرح سیاسی جماعتیں ہیں جو اپنے ووٹروں کی امداد کرنے کے بجائے الٹا اپنے سیاسی مخالفین اور حریفوں کو نیچا دکھلانے اور پوائنٹ اسکور کرنے کی تگ ودو میں مصروف عمل ہیں۔ اس کے علاوہ زمین دار اور وڈیرے ایک دوسرے پر الزام تراشی کر رہے ہیں کہ وزیر، مشیر اور ارباب حکومت اپنی زمینوں کو بچانے کی خاطر حفاظتی بندوں اور پشتوں میں شگاف ڈال کر ہماری زمینوں اور ووٹروں کو سیلاب برد کر رہے ہیں۔ غرضیکہ بداعتمادی اور بدگمانی کا ایک لامتناہی طوفان ہے جو اس مصیبت کی گھڑی میں بھی برپا ہے، کسی کو یہ خیال نہیں آتا کہ یہ وقت بداعتمادی، بدگمانی، الزام تراشی، ایک دوسرے کو نیچا دکھانے اور لڑائی جھگڑے کا نہیں، بلکہ سیلاب میں تباہ حال قوم کی مدد وتعاون کرنے اور ان کی بحالی اور آبادکاری کا وقت ہے۔

خوش قسمتی سے فوج ایک ایسا ادارہ ہے جو بدگمانی، بداعتمادی اور الزام تراشی سے بچا ہوا ہے اور دل وجان سے سیلاب زدگان کو تباہی وبربادی سے بچانے کے لئے ہمہ وقت مستعدی سے مصروف عمل اور کام میں لگا ہوا ہے۔

۴:… بینکوں کے ذریعے زکوٰۃ کی کٹوتی اور وصولی سے لے کر حکومتی اداروں کے ذریعے اس کی تقسیم تک کتنے ایسے مراحل ہیں جن میں زکوٰۃ سے متعلق

اور وابستہ ادارے زکوٰۃ کی جمع شدہ رقوم پر بینکوں سے سود وصول کرتے ہیں۔ بعض نام نہاد خیراتی اداروں کے بارے میں اخبارات میں ایسے مضامین بھی سامنے آئے کہ زکوٰۃ، فطرہ اور صدقات واجبہ کی مد میں ملنے والی اصل رقم بینکوں میں جمع ہے اور اس پر بینکوں کی طرف سے ملنے والا سودی منافع یتیموں، مسکینوں اور غرباء میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ آپ ہی بتایئے جب زکوٰۃ جیسی مالی عبادت میں یہ بے اعتدالی اور بے انصافی ہوگی تو کیا ایسی قوم پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ناراضی اور عذاب نازل نہیں ہوگا؟

ہم ارباب اقتدار، انتظامی اداروں اور عوام الناس سے درخواست کریں گے کہ وہ قدرتی آفات، اللہ کے غیض وغضب اور قہر خداوندی سے بچنے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کریں:

۱:... حکومت اور ارباب اقتدار قرآن وسنت اور اسلامی تعلیمات واحکامات کو پورے ملک میں عملی طور پر نافذ کریں، اسی طرح ناموس رسالت کا تحفظ، حدود اللہ کا نفاذ اور گستاخان قرآن ورسول کا تعاقب کریں اور دینی اقدار ودینی اخلاق کو پورے ملک میں فروغ دیں۔

۲:... حکومت اور انتظامیہ جذبہ حب الوطنی سے سرشار ہوکر قوم کے ساتھ ہر سطح پر ہمدردی، خیر خواہی اور ایثار کا برتاؤ کرے۔ اغیار کی خوشنودی کے لئے اپنے شہریوں کے خلاف آپریشن کلین اپ بند کریں۔

۳:... جو مسلمان قید کرکے کافروں کے ہاتھ دے دیئے گئے ہیں، ان کو آزاد کراکر مسلم قوم کی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی دعائیں لے کر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور آفات سے بچائیں۔

۴:... ملک سے عریانی، فحاشی، جنسی آوارگی، حیاباختگی پر مشتمل پروگراموں اور ناچ گانے کی محفلوں کو فی الفور بند کریں۔

۵:... ملک کو سود، رشوت، خیانت، لوٹ مار اور اقرباپروری سے نجات دلائیں۔

۶:... معاشرہ سے چوری، ڈکیتی، ماردھاڑ، اغوابرائے تاوان، جوئے، لاٹری، انعامی اسکیموں اور ظلم وتشدد کا خاتمہ کریں۔

۷:... ۶۴ سال سے انتظامیہ اور بیوروکریسی جس کاہلی، سستی اور غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرتی آئی ہے، اسی طرح سیاسی مہروں نے جن قومی منصوبوں پر اب تک سیاست چمکائی ہے، انہیں چاہئے کہ ملک وقوم کے مفاد میں ان تمام ہتھکنڈوں کو چھوڑ کر اب ان قومی منصوبوں کو ترجیحی بنیادوں پر مکمل کریں۔

۸:... جو پاکستانی عوام سیلاب سے دربدر اور خانہ بدوش ہوگئی ہے، ان کی فی الفور کفالت، بحالی اور آبادکاری کا منظم اور مربوط انداز میں انتظام وانصرام کریں۔

۹:... عوام الناس کو چاہئے کہ من حیث القوم بدعملی چھوڑ دیں، دین ومذہب، ایمان وشریعت اور عقیدہ پر پختگی کے ساتھ عمل کریں، موت، مابعد الموت، قبر، حشر، آخرت، جہنم اور جنت کی فکر واحساس اپنے اندر پیدا کریں۔ اپنی کامیابی اور ناکامی کا مدار دنیا اور دنیاوی اسباب وذرائع کو نہ بنائیں، بلکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری کو اپنی کامیابی کی کلید سمجھیں۔

۱۰:... اگر حکومت، عوام، افراد، انجمنیں اور تمام جماعتیں عصبیت، لسانیت اور صوبائیت کے نعروں اور فکر وسوچ کو چھوڑ کر بلاتفریق سیلاب سے متاثرہ اور غمزدہ اپنے بھائیوں کی بحالی اور آبادکاری پر تمام صلاحیتیں اور قوتیں صرف فرمادیں گے تو انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت آپ کا مقدر ہوگی، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

۱:... ”... من کان فی حاجة اخیه کان اللّٰه فی حاجته ومن فرج عن مسلم کربة فرج اللّٰه عنه کربة من کربات یوم القیامة...۔“ (مشکوٰۃ:۴۲۲)

ترجمہ: ”جو آدمی اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی میں سعی وکوشش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی میں ہوتے ہیں اور

جو بندہ اپنے مسلمان بھائی کی (کسی دنیوی) مصیبت اور پریشانی کو دور کرتا ہے (خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پریشانی کو دور فرمائیں گے۔''

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

''الراحمون یرحمھم الرحمن، ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء۔'' (مشکوٰۃ:۴۲۳)

ترجمہ: ''مخلوق پر شفقت اور رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحمت فرماتے ہیں، تم اہل زمین پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔''

الحمدللہ! دینی، مذہبی اور سماجی ادارے اور جماعتیں اس صورتحال میں اپنی تمام تر صلاحیتیں اور خدمات بروئے کار لاتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو احسن انداز میں نبھارہی ہیں۔ دوسری جماعتوں اور اداروں کے علاوہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان اور اس سے ملحقہ تین ہزار دینی مدارس اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کو رہائش، خوراک کی سہولیات کے علاوہ ان کی مالی امداد و تعاون کر رہے ہیں۔ چنانچہ روزنامہ امت کی خبر ملاحظہ ہو:

کراچی (خبر نگار خصوصی) مدارس کی ملک گیر تنظیم وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے سندھ، پنجاب اور خیبر پختون کے ۳ ہزار سے زائد مدارس سیلاب زدگان کی امداد کے لئے مستقل بنیادوں پر کھول دیئے ہیں، جب کہ بے سہارا بچوں اور بچیوں کی کفالت کی ذمہ داری لینے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔ سیلاب سے متاثرہ افراد کی مدد کے لئے مدارس کے طلبا پر مشتمل ٹاسک فورسز قائم کی گئی ہیں، جس کے تحت مدارس کے طلبا کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ مدارس سے نکلیں کیمپ قائم کریں اور متاثرین کو ہر ممکن سہولیات فراہم کریں۔ سیلاب سے متاثرہ مردوں اور خواتین کو علیحدہ علیحدہ جبکہ ایسے مدارس جہاں علیحدہ انتظام نہ ہوسکے، ان مدارس میں مشترکہ طور پر خاندانوں کو ٹھہرانے اور انہیں بنیادی سہولیات فراہم کی جارہی ہیں۔ تینوں صوبوں کے وہ بڑے مدارس جو سیلاب سے متاثرہ علاقوں کے قرب و جوار میں واقع ہیں، وہاں ترجیحی بنیادوں پر متاثرین کو ٹھہرانے کی ہدایت کی گئی ہے۔ وفاق المدارس کی قیادت نے فیصلہ کیا کہ بے سہارا بچے اور بچیاں جو مدارس میں دینی تعلیم حاصل کرنا چاہیں انہیں مستقل بنیادوں پر نہ صرف مدارس میں داخلہ دیا جائے گا بلکہ ان بچوں کی کفالت کی ذمہ داری بھی وفاق المدارس اٹھائے گی۔ وفاق المدارس کے مرکزی راہنما قاری محمد حنیف جالندھری نے امت سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ان کے پاس فوری طور پر اعداد و شمار نہیں ہیں، تاہم ہزاروں متاثرین وفاق المدارس کے تینوں صوبوں میں کھولے گئے مدارس میں موجود ہیں، جہاں ان کا خیال رکھا جارہا ہے۔ انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ وہ توبہ کریں، نماز استغفار پڑھیں اور اپنی زندگیاں قرآن و سنت کے مطابق گزارنے کا عہد کریں۔ (روزنامہ امت، ۱۵/اگست ۲۰۱۰ء)

اس کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائم مقام امیر مرکزیہ اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے رئیس حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کی سرپرستی اور حکم پر جامعہ کی ایک نمائندہ جماعت ہمدردی، ایثار اور خیر خواہی کے جذبات سے معمور، شرعی تقاضوں کی پاسداری کرتے ہوئے اور عوام الناس کے اعتماد پر پورا اترتے ہوئے متاثرین سیلاب کے کیمپوں اور ٹھکانوں پر پہنچ کر ان کی مدد اور تعاون کر رہی ہے، الحمدللہ! جامعہ کے توسط سے ہزاروں افراد اور خاندانوں کی اب تک کفالت اور امداد کی جاچکی ہے اور کئی جگہوں تک امداد کا کام ابھی تک باقی ہے، انشاء اللہ العزیز جلد ہی اس کا انتظام کیا جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ تمام مسلمان صدق دل، یکسوئی اور اخلاص کے ساتھ تمام گناہوں سے توبہ و استغفار کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور عجز و نیاز، آہ و زاری، اور تڑپ کے ساتھ دعائیں اور التجائیں کریں، انشاء اللہ! اللہ پاک اس مصیبت و پریشانی کو اپنے فضل و کرم اور نعمت کے ساتھ مبدل فرمادیں گے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اسلام... بنیادی حقوق کا سب سے بڑا علمبردار!

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

اسلام نے بنیادی حقوق کا تصور اس وقت دیا جب اہل مغرب اس تصور سے ناواقف تھے۔ اہل مغرب کے ہاں بنیادی حقوق کی تاریخ اقوام متحدہ کے چارٹر یا انگلستان کے منشور آزادی (Megna Carta) سے ہوتی ہے۔ کنگ جان نے ۱۲۱۵ء میں انگلستان میں منشور آزادی (Megna Carta) جاری کیا تھا۔ نام پین (۱۷۳۷ء تا ۱۸۰۹ء) نے "حقوق انسانی" کا پمفلٹ شائع کیا تھا، جس سے اہل مغرب کے حالات پر بڑا انقلابی اثر پڑا تھا۔ فرانس میں ۱۷۸۹ء میں "منشور حقوق انسانی" شائع ہوا۔ اس میں قوم کی حاکمیت آزادی اور مساوات نیز ملکیت کے بنیادی حقوق کو تسلیم کیا گیا۔ امریکا کی دسویں ترمیم میں بھی چند بنیادی حقوق گنوائے گئے۔ ۱۹۴۸ء میں بگوٹا کانفرنس میں امریکی ریاستوں نے انسانی حقوق و فرائض کا منشور منظور کیا۔ اقوام متحدہ کی کاوشوں سے آخرکار "عالمی منشور حقوق انسانی" منظر عام پر آیا۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو یہ منشور منظور کیا گیا۔ اس کے دیباچے میں درج ہے کہ اس منشور کا مقصد:

"انسانی حقوق کا احترام قائم کرنے اور نسل و صنف یا زبان و مذہب کا امتیاز کیے بغیر تمام انسانوں کو بنیادی آزادیاں دلوانے کے کام میں بین الاقوامی تعاون کا حصول ہے، نیز فرد انسانی کی عزت و اہمیت میں مردوں اور عورتوں کے حقوق میں مساوات قائم کرنا ہے۔"

انسانی حقوق کی تاریخ کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ اہل مغرب کے ہاں انسانی حقوق کا تصور دو تین صدیاں قبل نہیں ملتا جبکہ اسلام میں حقوق انسانی کا تصور قرآن حکیم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ الوداع کے خطبے میں ملتا ہے۔ یہ خطبہ انسانی حقوق کا سب سے بڑا اور سب سے پہلا منشور ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین نے ان حقوق پر عمل بھی فرمایا۔

اسلام میں بنیادی حقوق کا تذکرہ

اسلام میں مندرجہ ذیل بنیادی حقوق کا تذکرہ ملتا ہے:

حرمت جان:

اسلام ہر انسان کو جینے کا حق دیتا ہے، سورۂ مائدہ کی آیت ۳۲ ملاحظہ ہو:

"جس نے کسی شخص کو بغیر اس کے کہ اس نے قتل نفس کا ارتکاب کیا ہو یا زمین میں فساد انگیزی کی ہو، قتل کر دیا، اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کیا اور جس نے اسے زندہ رکھا تو اس نے گویا تمام انسانوں کو زندہ رکھا۔"

معذوروں اور کمزوروں کا تحفظ:

حدیث شریف کے مطابق عورت، بچے، بوڑھے، زخمی اور بیمار کے اوپر کسی حال میں دست اندازی جائز نہیں۔

خواتین کی عزت کی حفاظت:

خواتین کی ناموس ہر حال میں واجب الاحترام ہے۔

معاشی تحفظ:

روٹی کپڑا اور مکان الغرض معاشی کفالت اسلامی ریاست کا فریضہ ہے۔

عدل وانصاف:

سورۂ مائدہ کی آیت ۸ میں انسانوں کے ساتھ عدل وانصاف کا حکم دیا گیا ہے۔

نیکی کا حکم اور بدی سے ممانعت:

سورۂ مائدہ ہی میں نیکی میں تعاون اور بدی میں عدم تعاون کا حکم دیا گیا ہے۔

مساوات:

اسلام مساوات کا حق دیتا ہے۔ سورۂ حجرات کی آیت نمبر ۱۳ میں متقی کو امتیاز حاصل ہے، رنگ، زبان یا خاندان یا نسل کی بنیاد پر امتیاز نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبۂ حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا ہے:

"کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی عجمی کو عربی پر، نہ کسی گورے کو کالے پر اور نہ کالے کو گورے پر، ماسوائے تقویٰ کے اور نسبی بنیادوں پر کوئی فضیلت نہیں۔"

معصیت سے اجتناب:

اسلام معصیت سے اجتناب کا حق دیتا ہے، کسی کو گناہ پر آمادہ کرنے کا حکم نہیں دیا جاسکتا ہے۔

مشورہ کا حق:

معاشرے کے تمام افراد کو حکومت میں

مشاورت کا حق دیا گیا۔ تمام افراد کے مشورے سے حکومت کرنے کا حق ہے۔ اسلام شورائی نظام کا تصور پیش کرتا ہے۔ سورۂ شوریٰ کی آیت ۳۸ میں اور آل عمران کی آیت ۱۵۹ میں شورائی نظام کا ذکر کیا گیا ہے۔

آزادی کا حق:

کسی انسان کی آزادی بغیر قانونی جواز اور عدل کے تقاضوں کے سلب نہیں کی جاسکتی۔

حق تحفظِ ملکیت:

اسلام تحفظِ ملکیت کا حق دیتا ہے۔ سورۂ بقرہ کی آیت ۱۸۸ میں ارشاد ہے:

"تم باطل طریقے سے ایک دوسرے کے مال نہ کھاؤ۔"

عزت وآبرو کی حفاظت کا حق:

عزت وآبرو کی حفاظت کا حق بھی دیا گیا ہے۔

نجی زندگی کے تحفظ کا حق:

سورۂ نور میں نجی زندگی کے تحفظ کا حق دیا گیا ہے۔

ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کا حق:

آدمی ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کا حق رکھتا ہے، یہ حق سورۂ نساء کی آیت ۴۸ میں دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے:

"اللہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ آدمی بدگوئی پر زبان کھولے اور یہ کہ کسی پر ظلم کیا گیا ہو۔"

یعنی مظلوم کو یہ حق ہے کہ وہ ظالم کے خلاف آواز اٹھائے۔

اظہار رائے کا حق:

اسلام آزادی اظہار رائے کے حق کو بھی تسلیم کرتا ہے۔ اسلام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسا بلند تصور پیش کرتا ہے۔

کفر وایمان اختیار کرنے کی آزادی:

قرآن نے واضح طور پر فرمادیا کہ: "دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں۔" (البقرہ:۲۵۶)

اس کے تحت ہر شخص کو آزادی ہے کہ وہ کفر کی طرف آئے یا ایمان کی راہ پر چلے۔

شخصی اعتقادات اور مذہبی پیشواؤں کے احترام کا حق:

قرآن ہر شخص کے مذہبی اعتقادات اور پیشوایان مذہب کا احترام سکھاتا ہے۔ یہ مذہبی دل آزاری سے تحفظ کا حق ہے۔ سورۂ انعام کی آیت ۱۰۸ میں اوروں کے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے منع کیا گیا ہے۔

آزادی اجتماع کا حق:

اسلام آزادی اجتماع کے حق کو بھی تسلیم کرتا ہے۔

اپنے ہی اعمال کی جواب دہی:

نیز انسان صرف اپنے اعمال اور جرائم کے لئے جواب دہ ہے، وہ عمل غیر کی ذمہ داری سے بری ہے۔

بلاتحقیق کارروائی کی ممانعت:

تحقیق کے بغیر کسی شخص کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جاسکتی۔

اجمالی طور پر یہ وہ بنیادی حقوق تھے جو اسلام عطا کرتا ہے، اہل مغرب کے ہاں انسانی حقوق کا اعلان تو کیا جاتا ہے، لیکن انہیں کسی قسم کی قوت نافذہ حاصل نہیں جبکہ اسلام کے حقوق واضح مکمل اور قابل عمل ہیں۔ اسلام نے یہ حقوق دوستوں کو بھی دیئے اور دشمنوں کو بھی۔ اللہ اور اس کے رسولؐ نے ان حقوق کی مکمل وضاحت فرمادی۔

دسمبر ۱۹۴۶ء میں اقوام متحدہ نے انسانوں کی نسل کشی کو بین الاقوامی قانون کے خلاف ایک جرم قرار دیا تھا مگر بوسنیا میں سربوں کی درندگی، کشمیر میں ہندوستان اور عراق، افغانستان، پاکستان میں امریکا کی بربریت مسلمانوں کی نسل کشی کو نہ وہ روک سکی۔ اہل مغرب بنیادی حقوق کے تحفظ کا نعرہ لگاتے ہیں مگر ان سنگین معاملات میں ان کا ضمیر کیوں سوگیا ہے۔

اگر اہل مغرب کے ہاں منشور آزادی (Magna Carta) (۱۲۱۵ء) انسانی حقوق کا منشور اول ہے تو مسلمانوں کے ہاں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ حجۃ الوداع انسانی حقوق کا پہلا منشور ہے۔ بعض اہل مغرب نے بھی (خطبہ حجۃ الوداع) کو انسانی حقوق کا منشور اول قرار دیا۔ یہ منشور

خادم علماء حق: حاجی الیاس عفی عنہ

علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش

علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں

ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں

یاد رکھئے اولڈ

ستارا جیولرز

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر 2- سیل: 0321-2984249-0323-2371839

فصاحت و بلاغت میں فقید المثال ہے۔ تمام نسل انسانی کے لئے ایک عظیم پیغام ہے۔ اس میں رنگ و نسل سے بالاتر ہوکر اخوت کا پیغام دیا گیا ہے۔ اسلام نے غیر مسلموں کو بھی حقوق دیئے عورت کو اس کا جائز حق اور مقام دیا۔ اسلام نے غلامی کے ادارے کو بتدریج ختم کیا۔ میثاق مدینہ بھی انسانی بنیادی حقوق کے تحفظ کی ایک اعلیٰ مثال ہے۔ نجران کے عیسائیوں سے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معاہدہ ہوا تھا وہ بھی بنیادی حقوق کے تحفظ کی ایک سنہری روایت ہے۔

اب انسانی بنیادی حقوق کے تحفظ کی چند مثالیں تاریخ اسلام کی روشنی میں ملاحظہ ہوں۔

حضرت عمرؓ اپنے کنبہ کو اوسط درجہ کے لوگوں کا کھانا کھلاتے، اپنے پہننے کے لئے ایک ایک جوڑا گرمی اور سردی کے لئے لیتے، آپؓ اپنے جسم اطہر پر کبھی ملائم اور نرم کپڑے نہ پہنتے، بارہ بارہ پیوند کا کرتہ پھٹا عمامہ اور پھٹی جوتیاں اسی حالت میں قیصر اور کسریٰ کے سفیروں سے ملاقات فرماتے، جب حضرت حفصہؓ نے طرز معاشرت تبدیل کرنے کا مشورہ دیا تو فرمایا:

''آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھول گئیں، ان کے پاس تو ایک کپڑا اوڑھنے اور بچھانے کو تھا۔''

قحط کے دنوں میں آپؓ نے اپنے لئے وہ آسائشیں بھی حرام کررکھی تھی جو متوسط طبقہ کو میسر تھیں، مثلاً گوشت اسی وقت کھاتے جب نادار لوگوں کو بھیڑ یا بکری ملتی، ایسی مثالیں ہمیں تاریخ عالم میں نہیں ملتیں۔ آپؓ نے رعایا کے حقوق کی پاسبانی کس احسن انداز میں فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ ایک شہر میں اگر ایک آدمی بھی بھوکا رہ جائے تو پروردگار عالم اس شہر کی حفاظت کا ذمہ ترک کردیتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر میری مملکت میں ایک کتا بھی بھوکا رہ گیا تو مجھ سے مواخذہ ہوگا۔ آپؓ نے تمام نادار افراد کے وظائف مقرر کردیئے تھے حتیٰ کہ شیر خوار بچوں کے بھی وظائف مقرر تھے، ان چند مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارکہ میں اور بعدازاں خلفائے محترم کے دور مبارکہ میں انسانی حقوق کو کس قدر مقدم رکھا گیا اور ان بنیادی حقوق کی کس طرح پاسبانی کی گئی۔

☆☆..........☆☆

دین میں کوئی تنگی نہیں

انتخاب: مولانا محمد اکرم کشمیری

صاحبو! اللہ تعالیٰ کے معاملات واقوال میں غور کرکے دیکھو تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو پریشان کرنا نہیں چاہتے‘ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

''اللہ تعالیٰ تم پر تخفیف کرنا چاہتا ہے۔''

آگے اس کی وجہ ارشاد ہے:

''کہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔''

جب تکوینی ضعف کا تشریع میں لحاظ کیا گیا ہے تو کیا تکوینیات میں لحاظ نہ ہوگا؟ ضرور ہوگا پس یہ آیت بھی تکوین وتشریع دونوں میں رعایت اور تخفیف کو ظاہر کرتی ہے (اسی آسانی کے متعلق) ایک مقام پر ارشاد ہے: ''اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتے ہیں‘ دشواری نہیں چاہتے'' اگر کوئی اس کو بھی شرائع کے ساتھ خاص کرنا چاہے تو اول تو عموم لفظ اس سے ابی (یعنی انکاری) ہے اور تسلیم بھی کرلیا جائے تو دوسری نصوص تو دونوں کو عام ہیں مگر میں اول اس اشکال کو دور کرنا چاہتا ہوں جو بعض لوگوں کو تشریع کے یسر (یعنی آسان ہونے) پر پیش آتا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم کو تشریعات میں بہت تنگی معلوم ہوتی ہے‘ مثلاً کوئی شخص معاملات فاسدہ سے بچنے اور بالکل شریعت کے موافق معاملات کرنا چاہے تو اس کو تنگی ہوجائے گی اور وہ نہ ملازمت کرسکے گا‘ نہ تجارت‘ نہ زراعت کیونکہ سب ایسوں ہی سے واسطہ پڑتا ہے جن کو اس کا اہتمام نہیں‘ تو لامحالہ اس کو اہتمام میں تنگی ہونا لازم ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ دین میں ذرا بھی تنگی نہیں یہ قرآن کا دعویٰ ہے اور ایسے وقت میں کہا گیا ہے جب کہ تمام عالم کو قرآن کے مقابلہ کی دعوت دی گئی تھی اور تمام کفار اس بات کی کوشش کرتے تھے کہ قرآن کی کسی بات کو غلط ثابت کردیں‘ اگر دین اسلام کے احکام میں ذرا بھی تنگی ہوتی تو ایسا زوردار دعویٰ ہرگز نہ کیا جاتا اور اگر کیا گیا تھا تو کفار ضرور اس میں کچھ کلام کرتے‘ مگر تاریخ شاہد ہے کہ کفار کو اصلاً قرآن پر حرف گیری کا موقع نہیں ملا معلوم ہوا کہ کفار کو بھی یہ بات تسلیم تھی کہ واقعی اسلام میں کچھ تنگی نہیں‘ رہا یہ کہ آپ کو آج کل تنگی نظر آتی ہے تو اس کی ایک مثال عرض کرتا ہوں وہ مثال یہ ہے کہ جیسے ایک گاؤں والا کسی حکیم کے پاس گیا اور نبض دکھلا کر اپنے مرض کا حال حکیم سے پوچھا‘ حکیم نے نسخہ لکھا جس میں ایسی دوائیں لکھیں جو اس گاؤں میں نہیں ملتی تھیں‘ پھر غذا کا پوچھا تو حکیم نے پالک کے ساگ اور مونگ کی دال کی اجازت دی‘ مگر وہ دیہاتی ایسے گاؤں کا رہنے والا ہے‘ جہاں نہ مونگ کی دال نہ پالک ملتا ہے‘ حکیم نے کہا اچھا کدو کھالیا کرو‘ اس نے کہا وہاں تو یہ بھی نہیں ملتا‘ حکیم نے پوچھا پھر کچھ وہاں ملتا بھی ہے؟ کہا وہاں تو مسور کی دال‘ چنے کی دال اور کریلے اور بینگن ملتے ہیں‘ حکیم نے کہا یہ ہرگز مت کھانا اب اگر دیہاتی یوں کہے کہ اس طبیب کا مطب بہت تنگ ہے تو بتلایئے عقلاً کیا کہیں گے؟ یقیناً سب یہ کہیں گے کہ مطب تو تنگ نہیں‘ بلکہ تیرا گاؤں تنگ ہے‘ جہاں معمولی دوائیں‘ معمولی غذائیں بھی نہیں ملتی۔ اسی طرح صاحبو! شریعت میں تنگی نہیں‘ بلکہ آپ کی معاشرت تنگ ہے کہ آپ ایسی باغی جماعت کے اندر پھنسے ہوئے ہیں جو اعمال قبیحہ اور افعال ظلم کرتی ہے۔

☆☆..........☆☆

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ...... مرض الموت کے واقعات

افشاں نوید

قرونِ اولیٰ کے وہ مسلمان اللہ کے وہ مقرب بندے جنہیں ہم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام سے جانتے ہیں، درحقیقت اسلامی تاریخ کے روشن ستارے ہیں، ان کی زندگیاں جس بلند کردار کی غمازی تھیں وہ ان کا خوف آخرت تھا ہر لحہ اور ہر گھڑی کا خوف آخرت اور جب ان کو اپنی موت کا یقین ہوگیا تو باوجود اتنی پرہیزگاری اور پاک دامنی کی زندگی گزارنے کے انہیں پھر بھی آخرت کی باز پرس کا خوف ہی لاحق رہا اور اپنے اعمال پر کبھی زعم نہیں رہا۔ انسان کی زندگی کے وہ لمحے بڑے ہی قیمتی اور ساری زندگی کا حاصل ہوتے ہیں جب وہ اپنے رب کی طرف کشاں کشاں جارہا ہوتا ہے اور اسے اپنی موت کا یقین ہو چلا ہوتا ہے۔ یہ مضمون انہی لمحوں کا عکس ہے جس میں صحابہ کرامؓ کی زندگی کے آخری لمحوں کی نصیحتوں کو یکجا کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ ہم بھی ذرا اپنا محاسبہ کرسکیں کہ ان جلیل القدر ہستیوں کا جب قریب المرگ ہونے پر یہ حال تھا تو ہم جو دنیا کی رنگینیوں میں گم ہیں، ہم نے اس وقت کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟

خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آخری لمحے ارشاد فرمایا: ''اے عمر! کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے جہاں دوزخیوں کا ذکر کیا ہے ان کی بداعمالیوں کے ساتھ کیا ہے، اس لئے جب تم ان کا ذکر کرو گے تو کہو گے کہ میں ان میں سے نہ ہوں، اسی طرح جہاں اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا ذکر کیا ہے، ان کی نیک عملی کے ساتھ کیا ہے۔ اس لئے کہ ان سے جو بدعملی سرزد ہوگی، اللہ اس سے درگزر فرمائے گا، پس تم ان کو یاد کرو گے تو کہو گے میرے اعمال ان سے کہاں؟ اگر تم نے میری وصیت کو یاد رکھا تو تمہارے نزدیک موت سے زیادہ کوئی غائب کسی حاضر سے زیادہ عزیز نہ ہوگا اور موت آکر رہے گی تم ایسے نہیں کہ موت کو عاجز کردو۔''

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی چہیتی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بلاکر پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا؟ بولیں: تین کپڑوں میں، خلیفۂ رسول کے جسم پر دو پھٹے ہوئے کپڑے تھے، فرمایا: بس یہ دو کپڑے تو موجود ہیں، تیسرا بازار سے منگوالینا چہیتی بیٹی نے عرض کیا: ابا جان! ہم تینوں کپڑے نئے خرید سکتے ہیں، فرمایا: جانِ پدر نئے کپڑوں کے مستحق مردوں سے زیادہ زندہ ہیں لہو اور پیپ کے لئے یہی کپڑے ٹھیک ہیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جن کی پوری زندگی خوف آخرت کا عملی نمونہ تھی نماز کی حالت میں آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور کہا امیرالمومنین! آپ کو جنت کی بشارت ہو، اس پر آپؓ نے فرمایا: اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، زمین میں جس قدر سونا چاندی ہے وہ سب کا سب مجھے مل جائے تو بھی پیش آنے والے دن کے خوف سے بچنے کے لئے میں فدیہ میں دے دوں گا، وقتِ آخر آپؓ کے صاحبزادے عبداللہؓ آپ کا سر زانو پر لئے بیٹھے تھے، آپؓ نے فرمایا: میرا سر زمین پر رکھ دو، صاحبزادے نے حکم کی تعمیل کی، آپؓ نے دونوں پاؤں برابر کرلئے اور فرمایا: ''میری اور میری ماں کی تباہی ہے، اگر اللہ نے مجھے نہ بخش دیا، یہی کہتے ہوئے دنیا سے تشریف لے گئے۔''

آپؓ اکثر کہا کرتے تھے: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر قیامت کا خوف نہ ہوتا تو میں بھی تم لوگوں کی طرح دنیاوی عیش وعشرت کا دلدادہ ہوتا۔

حضرت عثمان غنیؓ اکثر فکر آخرت اور وقتِ آخر سے آبدیدہ رہتے، مقبروں کے سامنے سے گزرتے تو اس قدر روتے کہ ریش مبارک تر ہوجاتی، فرماتے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے، اگر یہ مرحلہ آسانی سے طے ہوگیا تو ساری منزلیں آسان ہیں اور اگر یہاں دشواری پیش آئی تو تمام مرحلے دشوار ہوں گے۔

اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ آخرت کی باز پرس کے خوف سے خائف رہتے۔ آپؓ نے مرنے سے قبل اپنے صاحبزادے حضرت حسنؓ کو

ایک خصوصی وصیت فرمائی جس کا بعض حصہ کچھ یوں ہے: ''اس باپ کی طرف سے جو مرنے والا ہے جس کی عمر ختم ہورہی ہے، جو حوادث دہر کے حوالے ہوچکا ہے اور آج تو اس دنیا میں موجود ہے پر کل یہاں سے کوچ کر جائے گا۔ اس اولوالعزم بیٹے کے نام جو انہی لوگوں کی راہ پر چل رہا ہے جو مرچکے ہیں جو مصائب و آلام کا نشانہ ہے جو موت کا قرضدار بلکہ اس کا قیدی ہے۔ غم واندوہ نے اس سے معاہدہ کرلیا ہے اور جو سوء خواہشات نفس کا دشمن ہے۔

میرے دل کے ٹکڑے! دنیا نے مجھے چھوڑ دیا ہے اور پیٹھ پھیر کر جارہی ہے لیکن حوادث دہر کا سرکش گھوڑا ابھی میری مخالفت پر آمادہ ہے۔ میں لحہ بہ لحہ آخرت سے قریب تر ہوتا جارہا ہوں، اس سے مجھے وہ عبرت ملی ہے جس نے مجھے دنیا کی ساری چیزوں سے بیزار کردیا ہے۔

میرے لخت جگر! سب سے پہلے میں تمہیں تقویٰ کی وصیت کرنا چاہتا ہوں کہ زندگی کے تمام شعبوں میں تم خدا کی کامل اطاعت کو اپنا شعار بنالو ہر وقت اپنا قلب اس کی یاد سے تازہ رکھو۔ جو قومیں تم سے پہلے ہلاکت کی نذر ہوچکی ہیں، ان کے دردناک حالات و واقعات پڑھو، ان کے ساکن پر جاکر ان کے آثار و نشان دیکھو اور غور کرو کہ انہوں نے کتنی شاندار عمارتیں بنوائیں اور عیش و عشرت کے کتنے سامان فراہم کئے لیکن یہ سب کچھ بے کار رہا، تم ہی بتاؤ! آج وہ کہاں ہیں؟ ہاں وہ اب اپنے اعزا و اقربا اور مال و دولت چھوڑ کر قبر کی تنہائیوں میں جاچکے ہیں اس جگہ چلے گئے ہیں، جہاں مال و دولت اور آل واولاد کچھ بھی مفید نہیں ہوتے۔''

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جن کو پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی ہی میں جنت کی بشارت دے دی تھی، جو جہاد شام کے سپہ سالار اعظم تھے، اس کے باوجود درویشانہ زندگی بسر کرتے، آپؓ نے مرض الموت میں اپنے ساتھیوں کو جو الوداعی نصیحت فرمائی، اس کے لفظ لفظ سے آخرت پسندی کا اظہار ہورہا ہے۔ فرماتے ہیں:

''لوگو! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں، اگر اس پر عمل کروگے تو زندگی میں اور مرنے کے بعد ہر حال میں فلاح پاؤ گے، نماز قائم رکھنا، زکوٰۃ دیتے رہنا، روزے رکھنا، حج وعمرہ کرنا، آپس میں اتحاد و اتفاق سے رہنا، اپنے افسروں سے مخلصانہ تعلق رکھنا اور ان کو فریب نہ دینا، دنیا کے دام میں نہ پھنسنا، آدمی ہزار سال زندہ رہے لیکن ایک روز اس کا بھی یہی حال ہوگا جو آج میرا ہے، خدا نے انسان کے لئے موت لازم کردی ہے، کوئی ہمیشہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو اللہ کا سب سے زیادہ اطاعت گزار ہو اور آخرت کے لئے سب سے زیادہ عمل صالح کرتا ہو۔''

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بڑے پائے کے صحابی تھے، وفات کی رات آپ نہایت بے چین تھے، بار بار پوچھتے دیکھو صبح ہوئی؟ لوگ کہتے ابھی نہیں ہوئی، جب صبح ہوئی تو آپ کو خبر کی گئی تو فرمایا: ''اس رات سے خدا کی پناہ جس کی صبح جہنم ہی جہنم کرتی ہو، مرحبا! اے موت، مرحبا، تو اس دوست کے پاس آئی جو فاقہ کی حالت میں ہے، الٰہی میں تجھ سے جس قدر ڈرتا تھا تجھے خوب معلوم ہے، آج میں تجھ سے بڑی امیدیں رکھتا ہوں، میں نے کبھی دنیا اور درازیٔ عمر کو اس لئے پسند نہیں کیا کہ درخت بونے اور نہر کھودنے میں وقت برباد کرتا بلکہ اس کی غرض صرف یہ تھی کہ بُرائی اور بدی سے دور رہوں نیکی اور بھلائی کو فروغ دوں اور ذکر کے حلقوں میں علما کے پاس بیٹھوں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا درجہ نہایت بلند تھا، جس وقت آپ کے پاس شام کی گورنری تھی، آپ نہایت ابتر لباس میں تھے، لوگوں نے اس پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا: ''آرام اور راحت تو صرف آخرت کے لئے ہے'' مرض الموت میں حضرت سعد بن وقاصؓ آپ کی عیادت کو گئے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے، حضرت سعدؓ نے کہا: یہ رونے کا کون سا موقع ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے راضی تھے، حوض کوثر پر پیارے رسولؐ اور دوسرے رفیقوں سے ملاقات ہوگی، فرمانے لگے: خدا کی قسم! میں موت سے نہیں

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

ڈرتا، نہ گھبراتا ہوں اور نہ دنیا کی کوئی حرص ہے، رونے کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا تھا کہ ہمارا دنیاوی ساز و سامان ایک مسافر کی زادِراہ سے زیادہ نہ ہوگا، حالانکہ میرے گھر میں اس قدر سانپ ہیں۔ حضرت سلمانؓ نے جن چیزوں کو سانپ کہا تھا وہ صرف یہ تین چیزیں تھیں: ایک بڑا پیالہ، ایک لگن اور ایک طشت بس یہ کل اثاثہ تھا، جس کی جواب دہی کا خوف آپ کو دامن گیر تھا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مصر کے فاتح اور گورنر تھے، جہاد شام میں بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے۔ مرض الموت میں گزشتہ واقعات زندگی یاد کرکے رویا کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ عیادت کو گئے اور خیریت پوچھی تو جواب دیا کیا پوچھتے ہو؟ دنیا کم بنائی دین زیادہ بگاڑا اگر اس کو بگاڑا ہوتا جس کو بنایا ہے اور اس کو بنایا ہوتا جسے بگاڑا ہے تو یقیناً کامیاب ہوتا اگر اس وقت کی آرزو فائدہ مند ہوسکتی ہے تو ضرور آرزو کرتا اور بھاگنے سے بچ سکتا تو ضرور بھاگ نکلتا، مگر اب منجنیق کی طرح زمین اور آسمان کے درمیان معلق ہوں نہ ہاتھوں کے ذریعے اوپر چڑھ سکتا ہوں، نہ پاؤں کے ذریعے نیچے اتر سکتا ہوں، پھر فرمایا: خدایا تو مجھے یہاں تک تکلیف دے کہ تو مجھ سے راضی ہوجائے، آخری لمحوں میں آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے: خدایا میں طاقتور نہیں ہوں کہ غالب آجاؤں، اگر تیری رحمت نے دستگیری نہ کی تو تباہ ہوجاؤں گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی تھے، آخری بیماری میں موت کو یاد کرکے بہت روتے تھے لوگ رونے کا سبب پوچھتے تو فرماتے ہیں: اس دنیا کی دلفریبیوں کے چھوٹنے پر نہیں رو رہا ہوں، بلکہ سفر آخرت کی طوالت اور زادِراہ کی قلت پر آنسو بہاتا ہوں، اس وقت دوزخ و جنت کے نشیب و فراز کے درمیان ہوں، معلوم نہیں ان میں سے کس راستے پر جانا ہوگا۔ ابو سلمہ ابن عبدالرحمٰنؓ عیادت کو گئے تو رواج کے مطابق ان کے لئے صحت کی دعا کی تو انہوں نے کہا: خدایا! اب مجھے دنیا میں نہ لوٹائیو، پھر ابو سلمہؓ کو مخاطب کرکے کہا: ''وہ زمانہ بہت جلد آنے والا ہے جب انسان موت کو سونے کے ذخیرے سے زیادہ پسند کرے گا، اگر تم زندہ رہو گے تو دیکھو گے کہ جب آدمی کسی قبر پر سے گزرے گا تو تمنا کرے گا کہ بجائے اس مرد کے اس قبر میں وہ محوِخواب ہوتا۔''

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بڑے مشہور صحابی ہیں، آپ نے غلبۂ اسلام کے لئے بڑے بڑے جہادی کارنامے سرانجام دیئے جب ان کا وقت آخر قریب آیا تو کہا: ''مجھے بٹھادو'' لوگوں نے بٹھادیا، دیر تک ذکر میں مشغول رہے پھر روتے ہوئے کہنے لگے: ''معاویہ! اب اپنے رب کو یاد کرتا ہے، جب بڑھاپے نے تجھے کسی کام کا نہیں رکھا اور جسم کی چولیں ڈھیلی ہوگئیں، اس وقت خیال کیوں نہ آیا جب شباب کی ڈالی تر و تازہ اور ہری بھری تھی'' پھر چیخ مار کر روئے اور دعا کی: اے رب! سخت دل گناہگار بوڑھے پر رحم کر! الٰہی اس شخص کی لغزشیں معاف فرمادے اس کے گناہ بخش دے، اپنے وسیع حلم کو اس شخص کے شامل حال کر جس نے تیرے سوا کسی سے امید نہیں رکھی نہ تیرے سوا کسی پر بھروسہ کیا، پھر بے ہوش ہوگئے، ہوش آیا تو عزیزوں کو دیکھ کر ایک یہ شعر پڑھا، جس کا مطلب یہ ہے: ''اللہ سے ڈرتے رہنا کیونکہ جو اس سے ڈرتا ہے وہ اس کی حفاظت کرتا ہے، اس شخص کے لئے کوئی پناہ نہیں جو اس سے بے خوف ہو۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے مرض الموت کے جو واقعات رقم کئے گئے اس میں صرف دیکھنے کی چیز یہ نہیں ہے کہ وقت آخر ان کی کیفیات کتنی ایمان افروز تھیں بلکہ سوچنے کی بات یہ ہے کہ عقیدۂ آخرت نے ان کی زندگیوں پر کتنا شدید اثر ڈالا تھا کہ ان کی زندگیاں زہد و تقویٰ سے عبارت تھیں ان کی زندگیاں جہاد میں گزریں اور دنیا کی لذتوں نے انہیں اپنی جانب راغب نہیں کیا، پھر بھی وقت رخصت دنیا ان کی کیفیات میں خوف خدا اور خوف آخرت کا کتنا شدید احساس نظر آتا ہے۔

اور ہم جو دنیا کی رنگینیوں اور دلفریبیوں میں گم ہیں دنیا دونوں ہاتھوں سے بنانے میں مصروف ہیں، اس وقت ہمارا کیا حال ہوگا جب اتنے جلیل القدر صحابہ کی یہ رقت انگیز کیفیت تھی یہی وقت ہے، ہمارے سوچنے اور محاسبہ کرنے کا۔ ☆☆

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

شرعی قوانین میں صنفِ نازک کی رعایت

مولانا محمد برہان الدین سنبھلی

انسان کی فطری ضرورتوں اور طبعی تقاضوں میں سب سے اہم (یا اہم ترین میں سے ایک) وہ تقاضا ہے جس کی تکمیل ازدواجی رشتہ سے ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس جیسے اہم تقاضا کی طرف سے صرف نظر کوئی معمولی سا قوانین کا مجموعہ بھی نہیں کرسکتا، چہ جائے کہ احکم الحاکمین کی طرف سے عطا کردہ وہ دستور جو پوری انسانیت اور اس کے ہر ہر تقاضا کی رعایت اپنے اندر لئے ہوئے ہے، وہ بھلا کس طرح سے اسے نظر انداز کرسکتا ہے؟ ''الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر'' اس تقاضا کی اہمیت کے اعتراف اور رعایت ہی سے اس واقعہ کی توجیہ ہوسکتی ہے کہ اور کسی انسانی، شخصی وعملی ضرورت کے لئے اتنے مفصل اور واضح احکام وہدایات قرآن وسنت میں نہیں ملتے جتنے اس کے بارے میں ملتے ہیں، پھر فرائض وواجبات (یعنی قانونی حیثیت رکھنے والے امور) کے اظہار وبیان پر ہی مشتمل وہ ہدایات نہیں ہیں، بلکہ مستحبات ومندوبات (ترجیحی اور نسبتاً بہتر پہلوؤں) کی نشاندہی بھی ان میں بکثرت موجود ہے، یہ بجائے خود اس موضوع کی اہمیت اور عند اللہ مطلوبیت کی مستقل دلیل ہے۔

یہاں ان سب کا احاطہ نہ مقصود ہے اور نہ آسان، بلکہ صرف ازدواجی رشتہ قائم ہوجانے کے بعد اسے خوشگوار طریقہ اور بہتر نبھانے کے لئے جو ہدایات وتعلیمات اسلامی اصول میں ہمیں ملتی ہیں، ان کا مختصراً ذکر اس وقت پیش نظر ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

یہاں یہ بتانے کی ضرورت نہیں، کیونکہ کسی بھی حقیقت پسند اور منصف مزاج کے لئے اس حقیقت سے انکار اب بھی ممکن نہیں ہے کہ اس رشتہ (یا عقد ومعاہدہ) میں ایک فریق فطری طور پر کمزور ونازک، دوسرا نسبتاً مختلف اعتبارات سے مضبوط اور طاقتور ہوتا ہے اور سب جانتے ہیں کہ طاقتور کا کمزور کو حق دینا، حیوانی طبیعت کے مطابق آسان نہیں ہوتا۔

جو بیدار مغز شخص اسلامی تعلیمات وہدایات کا گہری نظر سے مطالعہ کرے گا، اس کے سامنے یہ حقیقت آجائے گی کہ دونوں کے فطری فرق کی پوری پوری اس میں رعایت کی گئی ہے، لیکن کسی صنف یا کسی انسانی جماعت کی رعایت پر مشتمل قوانین وہدایات کا تنہا مرتب ومعلوم ہوجانا پورے قانونی حقوق دلانے کے لئے عموماً کافی نہیں ہوا کرتا (جیسا کہ بہت سے ملکوں نے اقلیتوں کے حقوق تو دستور میں دیئے ہیں، مگر عملاً کیا ہوتا ہے؟ اس سے سب واقف ہیں) وجہ ظاہر ہے کہ اپنی ذات پر جبر کرکے یا نقصان اٹھا کر ضعیف کی رعایت کرنے پر آسانی سے طبیعت آمادہ نہیں ہوتی، جب تک کسی کا خوف یا کوئی لالچ نہ ہو، دنیاوی قوانین اور ان کے نافذ کرنے والوں کی بے اثری اتنی عالم آشکار ہوچکی ہے کہ اس کا تذکرہ کرنے کی بھی چنداں ضرورت نہیں معلوم ہوتی، اور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ محض دنیاوی سزاؤں کا خوف کسی شخص کو قانون پر عملدرآمد کرانے، بالخصوص ایسے قوانین کی جن پر عمل کرنے میں مادی نقصان یا طبیعت پر جبر ہوتا ہو، اس کے لئے آمادہ کرنے میں بالکل ناکام ہوچکا ہے، خاص طور پر ایسی شکل میں جہاں قانونی چارہ جوئی اور مظلوم کی دادرسی کا امکان بھی بہت کم ہو اور یقیناً زوجین کے حقوق ومعاملات اصلاً اکثر ایسے ہی ہوتے ہیں، جن کا کسی بھی غیر کے سامنے بیان کرنا تک باعث ننگ، بلکہ بسا اوقات تباہ کن (بالخصوص عورت کے حق میں) ہوتا ہے تو بجز خوف خداوندی کے اور کوئی ایسا موثر عامل نہیں ہے جو کسی ضعیف کا حق دینے پر (طبیعت کے نہ چاہنے بلکہ بار خاطر ہونے اور مادی نقصان کی صورت میں بھی) طاقتور کو مجبور کرسکے۔ غالباً اسی رشتۂ ازدواج کے انعقاد (یعنی نکاح) کے وقت جو خطبہ اتباع سنت میں پڑھا جاتا ہے، اس میں قرآن مجید کی وہ تین آیتیں پڑھنا مسنون ہے، جن میں ''تقویٰ'' (خوف خدا کا، نیز اس کے بتائے ہوئے قوانین کی خلاف ورزی سے بچنے) کا حکم ہے اور خطبہ میں جو آیت سب سے پہلی پڑھی جاتی ہے:

''یا یھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ.''

اس کے اندر تو خوف خدا کے حکم کے ساتھ یہ بات بھی بتادی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت دونوں کو ایک ہی ''نفس'' سے پیدا کیا ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ اس میں سے ہر ایک انسان ہونے

کے لحاظ سے برابر ہے! (قوت وضعف کے فرق کے باوجود) اس لئے کسی کو کمتر سمجھنا نہ صرف ظلم بلکہ خلاف حقیقت ہوگا' دونوں کے باہمی ربط سے متعلق جتنے اصول وضوابط بتائے گئے ہیں' ان سب میں بھی اس فرق (قوت وضعف) کی رعایت نظر آتی ہے' شاید اسی وجہ سے اللہ کے رسول ﷺ نے ماں کو باپ پر حسن سلوک میں مقدم رکھا ہے۔ (بخاری)

قرآن مجید کی آیت:

"الرجال قوامون علی النساء" (سورۂ نساء:۳۴)

دراصل اس فطری فرق کی رعایت ہی کو بیان کرتی ہے (اصل حقیقت تک رسائی نہ ہونے یا غور نہ ہونے کی بنا پر بہت سے حلقے اس آیت کے بارے میں غلط فہمی میں مبتلا ہوگئے یا کردیئے گئے ہیں) کیونکہ ہمیشہ ضعیف کو کسی قوی کے سہارے کی ضرورت پڑتی ہے اور "ضعیف" کی بھلائی اور کامیابی اسی میں مضمر ہوتی ہے کہ وہ کسی قوی کی انگلی پکڑ کر (اطاعت کرکے) دشوار گزار راہ طے کرتا ہوا منزل تک پہنچے جب بھی کوئی ضعیف غلط اندازے یا کسی کے بہکانے سے بے جا خود اعتمادی کے احساس میں مبتلا ہوکر زندگی کی پرپیچ اور دشوار گزار گھاٹیوں کو بغیر کسی تجربہ کاری اور قوی کی سرپرستی و رہنمائی کے طے کرنے کے لئے خود گامزن ہوگا وہ ہلاکت یا دشواریوں سے دوچار ہوئے بغیر مشکل ہی سے رہ سکے گا اور منزل تک پہنچ سکے گا' دوسری طرف قوی کو بھی بعض امور میں کسی ضعیف کی احتیاج ہوتی ہے' اس طرح دونوں ہی ایک دوسرے کے محتاج اور دونوں ہی ایک دوسرے کے لئے ناگزیر ہوجاتے ہیں۔

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنے حکیمانہ اسلوب میں کس قدر بہتر اور صحیح طور پر دونوں کے رابطہ کی تصویر کشی کی ہے:

"جنسی خواہش کے تقاضا نے مرد وعورت کے درمیان تعلق اور رفاقت کی اہمیت پیدا کی' پھر بچہ پر شفقت کے جذبہ نے ایک دوسرے کے درمیان تعاون کی ضرورت کا احساس بیدار کیا اور چونکہ عورت بالطبع اولاد کی پرورش میں زیادہ مہارت رکھتی ہے اور عقل میں نسبتاً (مردوں سے مجموعی طور پر) کم' محنت کے کاموں سے کترانے والی' زیادہ حیادار' خانہ نشینی کی طرف مائل' ادنیٰ درجہ کے امور میں زیادہ کوشش کرنے والی اور فطری طور پر دوسروں کے سہارے چلنے والی ہوتی ہے' اس مقابلہ میں مرد بنسبت عورتوں کے زیادہ عقلمند' زیادہ غیرت مند' باہمت' زور آور اور مقابلہ کرنے کی طاقت رکھنے والا ہوتا ہے' اس لئے عورت کی زندگی بغیر مرد کے ناتمام تھی اور مرد کو عورت کی احتیاج"

حاصل کلام یہ کہ بہت سی وجوہ کی بنا پر یہ صورتحال قدرتی طور پر ہوگئی ہے کہ مرد عورتوں کے سرپرست اور ان کی معاش کے کفیل رہیں اور عورتیں خانگی خدمات میں مصروف رہیں اور اولاد کی پرورش میں (شوہر کی زیر نگرانی) لگی رہیں' یہ (تمام عقلاء کے نزدیک) تسلیم شدہ حقیقت اور طے شدہ چیز بن گئی ہے۔

یہ طبعی بات ہے کہ نازک چیز یا جسم کے نازک حصہ کی رعایت سب سے زیادہ ہوتی ہے' مثلاً اس پر سخت بوجھ نہیں لادا جاتا اور نہ کسی ایسے کام کی انجام دہی اس سے متعلق کی جاتی ہے جو اس کے ضعف و نزاکت کے لحاظ سے ناقابل تحمل ہو' سچ پوچھئے تو عورت کو حجاب کا حکم دینے میں اسی وصف (نزاکت) کی رعایت مقصود ہے' کیونکہ قیمتی اور نازک چیز کی حفاظت زیادہ کی جاتی ہے' اس لئے شریعت نے کوئی ایسی ذمہ داری عورت پر نہیں ڈالی جو اصلی فطرت کے لحاظ سے اس پر بار ہو' چنانچہ شریعت نے اس پر نفقہ کی' خود عورت کے اپنے نفقہ کی بھی ذمہ داری عام حالات میں نہیں ڈالی' اس بارے میں شریعت کا قانون یہ ہے کہ عورت کا شادی سے قبل نفقہ اس کے والد پر ہے' والد کے نہ ہونے یا اخراجات برداشت کرنے کے لائق نہ ہونے کی صورت میں (حسب اصول وراثت) دادا' چچا' بھائیوں وغیرہ پر' شادی کے بعد شوہر پر' شوہر سے علیحدگی کی صورت میں بھی' عدت کے درمیان پورے اخراجات شوہر کے ذمہ ہیں (اور شیرخوار بچہ کی موجودگی میں عدت کے بعد بھی جب تک بچہ کا دودھ نہ چھوٹے اس کے' نیز بچے کے اخراجات شوہر کے ذمہ) عدت کے بعد اولاد پر' اولاد کے نہ ہونے کی صورت میں پھر شادی سے قبل کی طرح والد یا دیگر قریبی رشتہ داروں پر ہے' اور جن لوگوں پر عورت کے اخراجات لازم کئے گئے ہیں وہ محض رضاکارانہ نہیں بلکہ قانونی طور پر واجب ہیں' یعنی اس کے لئے ان لوگوں پر جبر بھی کیا جاسکتا ہے اور (بعض شکلوں میں) ان کی طرف سے حکومت قرض بھی دلواسکتی ہے اور پھر شوہر اگر خوشحال ہے تو اس کی وسعت کے مطابق اخراجات دینا ہوں گے:

"لینفق ذو سعة من سعته" (الطلاق:۷)

بدقسمتی سے اگر عورت کے رشتہ دار بھی نہ ہوں (یا اس لائق نہ ہوں) نیز اور بھی کوئی معقول ذریعۂ معاش نہ ہو تو پھر اس کے نفقہ کی ذمہ داری حکومت وقت پر ہے (شرعی حکومت نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین اس کی قائم مقام ہوتی ہے)۔

سچ پوچھئے تو حکمرانی کا عظیم بار بھی اس پر نزاکت وضعف کے لحاظ سے شفقتاً نہیں ڈالا گیا ہے (جیسے بدقسمتی سے کچھ ناواقف لوگوں نے تحقیر کے مترادف قرار دے دیا) جس پر اسے شکر گزار ہونا چاہئے نہ کہ اس وجہ سے شکوہ شکایت! اسی رعایت ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مردوں کو خاص طور پر حکم دیا ہے:

''وعاشروھن بالمعروف''

(سورۂ نساء:۱۹)

یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ بہتر طریقہ سے زندگی گزارو (اور اللہ کی کتب کے) اسی کی طرف سے شرح وتفسیر کرنے والے سچے رسول ﷺ نے حسن معاشرت کا قولی ہی نہیں عملی طور پر ایسا عملی نمونہ پیش کیا' جس سے زیادہ بہتر کا تصور کرنا بھی مشکل ہے۔

آنحضرت ﷺ نے جس طرح ازواج کے ساتھ خود کریمانہ برتاؤ کیا' اپنی امت کے مردوں سے بھی مطالبہ کیا کہ وہ بھی اپنی اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے سے اچھا برتاؤ کریں' اگر خصوصی طور پر اس کی تاکید نہ بھی کی جاتی تب بھی نبی اکرم ﷺ کی اتباع کے عام حکم کا تقاضا یہی ہوتا' لیکن اس کے باوجود خصوصیت کے ساتھ آپ ﷺ نے مختلف موقعوں اور متعدد پیرایہ بیان میں اس بارے میں تاکیدیں کیں اور نصیحتیں فرمائیں' مثلاً ایک موقعہ پر عورت کی خلقی کمزوری کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کی کوتاہیوں سے صرف نظر کرنے کا حکم دیا' جس کا مطلب یہ ہے کہ عورت کی طرف سے کچھ کوتاہی ہوجانے کے باوجود (جس میں وہ فطری طور پر معذور ہی ہے) اس کے ساتھ بہتر سے بہتر معاملہ کرتے رہو' برکت وبصیرت کے اصل کلمات طیبات پڑھتے چلیں:

''عورتوں کے ساتھ بہتر برتاؤ کرنے کے بارے میں میری نصیحت مانو! عورت چونکہ پسلی سے پیدا کی گئی ہے (اس لئے اس میں خلقی طور پر کچھ کجی ضرور رہے گی' جس کی وجہ سے کوتاہیاں ہوں گی) اور سب سے ٹیڑھی پسلی سب سے اوپر کی ہوتی ہے' سو گر تم اسے سیدھا کرنے لگو گے تو اسے توڑ ڈالو گے (مگر سیدھا نہیں کرسکو گے) اور اگر یوں ہی رہنے دو گے تو (اگرچہ) کجی باقی رہے گی (مگر نباہ ہوتا رہے گا' پھر مکرر کہتا ہوں کہ عورتوں کے ساتھ بہتر برتاؤ کرنے میں میری صلاح مانو۔'' (بخاری)

غور فرمایئے! اس صنف کے ساتھ کس درجہ مراعات کا حکم دیا جارہا ہے کہ ناگواری پیدا کرنے والی حرکات سرزد ہوں تو بھی تحمل کا ثبوت دو اور اس میں معذور گردانتے ہوئے بہتر سلوک کرتے رہو' تکلیفیں سہتے رہنے کے باوجود کریمانہ برتاؤ کرتے رہنے پر ذہن کو بھی مطمئن کرنے کے لئے یہ ارشاد فرمایا:

''لا یفرق مومن مومنۃ ان کرہ منھا خلقاً رضی منھا آخر۔''

(ترمذی)

''یعنی کوئی شوہر اپنے بیوی سے تعلقات (کسی ایک آدھ ناگوار بات کی بنا پر) ایک دم منقطع نہ کرلے (کیونکہ اس کی کوئی بات) اگر ناگوار ہوئی ہے تو کچھ باتیں اس میں ضرور پسندیدہ بھی ہوں گی۔''

غصہ ٹھنڈا کرنے کے لئے اس طرح غور کرنا کس درجہ موثر ہوگا' یہ بتانے کی ضرورت نہیں' آنحضرت ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

''بندہ کو ایمان میں کمال اسی وقت حاصل ہوگا' جب حسن اخلاق میں وہ انتہائی بلند درجہ پر پہنچ جائے۔''

مزید یہ بھی فرمایا کہ:

''خدا کے نزدیک سب سے بہتر وہ مسلمان ہے جو اپنی (خداترس) بیویوں کی نظر میں بھی بہتر ہو۔'' (ترمذی)

حجۃ الاسلام امام ابو حامد الغزالی رحمہ اللہ نے اپنی شہرۂ آفاق اور بے نظیر کتاب میں' گویا ان تمام تعلیمات وہدایات کا عطر کشید کرکے پیش کردیا ہے۔ موصوف ''آداب معاشرت'' بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''عورتوں کی ناگوار باتوں کو برداشت کرتے رہنا اور انہیں عقلی طور پر اس بارے میں معذور سمجھتے ہوئے ہمدردی کرتے رہنا خوش اخلاقی ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ بہتر سلوک کرتے رہنے کا حکم دیا ہے اور ان کے حقوق کی اہمیت بیان کی ہے اور اس کے علاوہ اللہ کے آخری رسول ﷺ نے اپنی وفات کے بالکل قریب جب کہ زبان بھی پورا کام نہیں کررہی تھی جو تین نصیحتیں فرمائیں' ان میں (ایک عورت ہی کے بارے میں تھی) جس میں فرمایا کہ: ''عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرنا' یہ تمہارے قبضہ تصرف میں اللہ کے ایک حکم ہی کی بنا پر (نکاح کے مشروع ہونے کی وجہ سے) آتی ہے اور اسی بنیاد پر ان سے ہمبستری حلال ہوتی ہے'' اور اللہ کے سچے رسول ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اپنی

بدمزاج بیوی کے تکلیف دہ رویہ کو برداشت کرے گا' اسے اللہ تعالیٰ ایوب علیہ السلام کے صبر کے برابر اجر دے گا' جو انہیں سخت آزمائش پر ملا تھا' اسی طرح جو بیوی اپنے بدمزاج شوہر کی ناگوار روش پر صبر کرے گی' اسے فرعون (جیسے ظالم و جابر کی نہایت پارسا اور متقی) بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے برابر ثواب ملے گا' اس کے بعد امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حسن خلق (اچھے برتاؤ) کا جو حکم شریعت نے دیا ہے وہ صرف اس کا نام نہیں کہ آدمی اپنی بیوی کو تکلیفیں نہ دے' بلکہ وہ یہ ہے کہ اگر بیوی کی طرف سے تکلیف دہ بات پیش آئے تب بھی اسے برداشت کرے' نیز اس کے غصہ اور سبک حرکتی کو تحمل کے ساتھ سہ لے' اللہ کے رسول ﷺ کے اتباع کی نیت و جذبہ سے۔"

صنفِ نازک کی دلداری اور رعایت کا آخری درجہ یہ ہے کہ جب نباہ نہ ہوسکنے کی بنا پر مجبوراً طلاق کی نوبت آجائے اور علیحدگی ضروری ہوجائے تو ایسے نازک وقت میں بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

"سرحوھن بمعروف۔"

(البقرہ:۲۳۱)

"سرحوھن سراحا جمیلاً۔" (سورۂ احزاب:۴۹)

"یعنی بیویوں سے علیحدگی بھی خوش اسلوبی اور اچھے طریقے سے اختیار کرو۔"

دنیا کے قوانین شاید اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہوں' بلکہ انسانی نفسیات کی تاریخ میں بھی غالباً یہ حکم نوادر میں شمار کرنے کے لائق ہو کہ ایسی حالت میں جس میں عموماً دونوں طرف سے انتقامی جذبات بھڑکے ہوئے اور ہر ایک کی دوسرے سے نفرت نقطہ عروج پر ہوتی ہے' اس کے لئے اللہ تعالیٰ رحیم وقدیر کی طرف سے یہ حکم خاص طور پر مردوں کو دیا گیا ہے کہ مردانگی کا ثبوت دیتے ہوئے غصہ پر قابو رکھیں اور کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہونے پائے' جس سے آبگینہ کو ٹھیس لگ جائے' اور صرف اتنا ہی نہیں کہ تکلیف اور اذیت پہنچانے سے منع کیا گیا ہو' بلکہ یہ بھی ہدایت ہے کہ عورتوں کے فطری ضعف کا خیال کرکے تمام واجب حقوق ادا کرنے کے علاوہ انہیں مزید کچھ دے کر ان کی قلبی تکلیف کے ازالہ کی کوشش اور طلاق سے پہنچنے والے صدمہ کی وقتی تلافی اس طرح کی جائے کہ مردوں پر بھی غیر معمولی بار نہ پڑے' (اس مصلحت سے مطلقہ کو فوری طور پر جو ملتا ہے شریعت کی اصطلاح میں اسے "متعہ طلاق" کہتے ہیں' جس سے طلاق کے تازہ زخم پر گویا مرہم رکھا جاتا ہے بعد میں تو ہر صدمہ کی طرح یہ بھی رفتہ رفتہ عموماً کم یا ختم ہوجاتا ہے۔

اور عورت کے مرد پر حقوق' یا عورت کے ساتھ رعایت کے سلسلہ میں اسلامی تعلیمات کی جو تفصیل پیش کی گئی ہے' اس سے یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہئے کہ قانون شریعت میں عورت کو ہر ذمہ داری سے بری اور شوہر کو اپنی بیوی کی ہر طرح دلداری کرنے اور تمام مناسب و نامناسب فرمائشوں کی تکمیل کا حکم دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اللہ حکیم و خبیر کے عطا کردہ قوانین اور نبی کریم ﷺ کی ہدایات اس درجہ غیر حکیمانہ' غیر متوازن کیونکر ہوسکتی ہیں کہ جس سے معاشرتی نظام ہی برباد ہوکر رہ جائے جو اس رشتہ کا اصل مقصود ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات میں عموماً ہر فریق کو اس کی ذمہ داری اور فرائض بتا کر انہیں پورا کرنے پر زور دیا گیا ہے' جس کے نتیجہ میں ہر ایک کے حقوق بھی مل جاتے ہیں اور ہر ایک کو اطمینان بھی نصیب رہتا ہے' نیز انتہائی خوشگوار طریقہ پر نباہ ہوتا ہے' یہی طریقہ اس بارے میں بھی اختیار کیا گیا ہے جس سے نہایت اعلیٰ درجہ کا توازن و اعتدال بھی پیدا ہوگیا ہے۔ ☆☆

نعت شریف

ڈاکٹر رئیس احمد نعمانی' مرکز مطالعات فارسی' علیگڑھ

یہ ان کا روئے انور' وہ فلک پر ماہِ تاباں ہے
مقامِ امتحاں' بہرِ نگاہِ خوش نگاہاں ہے

نہیں آتا نہیں آتا نظر ان سا کہیں کوئی
نظر تاریخِ عالم پر مری تاحدِ امکاں ہے

اطاعت فرض ہے سرکارؐ کی اہلِ محبت پر
یہی تو زندگی کی زندگی ہے جانِ ایماں ہے

تمنا ہے مری آنکھوں کو طیبہ کے نظارے کی
ہر اک ذرہ جہاں کی خاک کا جنت بداماں ہے

کٹے سرکارؐ کی خاطر یہ گردن' بات تو جب ہے
زباں سے تو وفا کا دعویٰ کرنا بالکل آساں ہے

بنایا آپؐ کو دنیا کا رہبر حشر کے دن تک
بشر کے حال پر سب سے بڑا یہ رب کا احساں ہے

عمل کرکے تو دیکھے آپؐ کی تعلیم پر دنیا
یہ طرزِ زندگی' دنیا کے سب طرزوں سے آساں ہے

رئیس خوش نوا سے نعت کی باریکیاں پوچھو
سنا ہے ہم نے بھی لوگوں سے وہ اچھا سخن داں ہے

امریکی پادری کا قرآن پر حملہ اور

مسلم حکمرانوں کی بے حسی!

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

بلاشبہ جس طرح انسان کی زندگی میں بعض اوقات غیر معمولی اور غیر متوقع ایسے حالات، واقعات اور سانحات پیش آتے ہیں کہ جس سے اس کے حواس ماؤف ہوجاتے ہیں، اس کے سوچنے، سمجھنے اور بولنے کی قوت سلب ہوجاتی ہے، وہ گم صم ہوجاتا ہے اور اپنے اندر دکھ، درد، تکلیف اور اذیت کے اظہار و بیان کی طاقت نہیں رکھتا، ٹھیک اسی طرح بعض اوقات دین و مذہب کے خلاف کی جانے والی سازشوں، ریشہ دوانیوں، فتنہ سامانیوں، فتنہ پردازیوں اور فتنہ پروروں کی طرف سے پیدا کردہ صورت حال سے انسان ایسا بے حال ہوجاتا ہے کہ اس کو کچھ سجھائی نہیں دیتا کہ وہ کیا کرے اور کرے تو کیسے کرے؟ جبکہ دنیا کے تمام مذاہب تقریباً اس بات کو جانتے ہیں کہ قرآن کریم، کلام الٰہی ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت و راہ نمائی اور بھلائی و خیرخواہی کے لئے حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر رمضان جیسے مبارک مہینے اور شب قدر جیسی عظمت والی رات میں نازل فرمایا اور جس کی حقانیت و صداقت کے لئے رب ذوالجلال نے فرمایا:

”ذٰلک الکتاب لاریب فیہ، ھدًی للمتقین۔“ (البقرہ:۲)

ترجمہ: ”اس کتاب میں کچھ شک نہیں، راہ بتلاتی ہے ڈرنے والوں کو۔“

اور فرمایا:

”ان ھٰذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم، ویبشر المؤمنین الذین یعملون الصالحات۔“ (بنی اسرائیل:۹)

ترجمہ: ”یہ قرآن بتلاتا ہے وہ راہ جو سب سے سیدھی ہے اور خوشخبری سناتا ہے ایمان والوں کو جو عمل کرتے ہیں اچھے۔“

اور اس کی عظمت یوں بتلائی گئی:

”لو انزلنا ھٰذا القرآن علٰی جبل لرأیتہ خاشعاً متصدعاً من خشیۃ اللّٰہ۔“ (الحشر:۲۱)

ترجمہ: ”اگر ہم اتارتے یہ قرآن ایک پہاڑ پر تو تو دیکھ لیتا کہ وہ دب جاتا، پھٹ جاتا اللہ کے ڈر سے۔“

قرآن کریم کے نزول کا مقصد اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا:

”وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم ولعلھم یتفکرون۔“ (النحل:۴۴)

ترجمہ: ”اور اتاری ہم نے تجھ پر یہ یادداشت کہ تو کھول دے لوگوں کے سامنے وہ چیز جو اتری ان کے واسطے تاکہ وہ غور کریں۔“

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”واوحی الیّ ھٰذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ۔“ (الانعام:۱۹)

ترجمہ: ”اور اترا مجھ پر یہ قرآن تاکہ تم کو اس سے خبردار کردوں اور جس کو یہ پہنچے۔“

جب کوئی سورۃ قرآن نازل ہوتی تو منافقین آپس میں ایک دوسرے سے یا بعض سادہ دل مسلمانوں سے ازراہ استہزأ و تمسخر کہتے کہ کیوں صاحب تم میں سے کس کس کا ایمان اس سورۃ نے بڑھایا؟ حق تعالیٰ شانہ نے جواب دیا:

”فاما الذین آمنوا فزادتھم ایماناً وھم یستبشرون۔“ (التوبہ:۱۲۴)

ترجمہ: ”سو جو لوگ ایمان رکھتے ہیں ان کا زیادہ کردیا اس سورۃ نے ایمان وہ خوش وقت ہوتے ہیں۔“

جنات نے جب قرآن کریم سنا تو اس پر ایمان لائے بغیر نہ رہ سکے اور جاکر اپنی قوم سے کہنے لگے:

”یاقومنا انا سمعنا کتاباً انزل من بعد موسٰی مصدقاً لما بین یدیہ یھدی الی الحق والٰی طریق مستقیم۔ یاقومنا اجیبوا داعی اللّٰہ

و آمنوا به یغفرلکم من ذنوبکم ویجرکم من عذاب الیم۔“ (محمد:۳۱)

ترجمہ: ”اے قوم ہماری! ہم نے سنی ایک کتاب جو اتری ہے موسیٰ کے بعد سچا کرنے والی سب اگلی کتابوں کو، بتاتی ہے سچا دین اور ایک راہ سیدھی۔ اے قوم ہماری! مانو اللہ کے بلانے والے کو اور اس پر یقین لاؤ کہ بخشے تم کو کچھ تمہارے گناہ اور بچادے تم کو ایک عذاب دردناک سے۔“

وہ اہل ایمان جن کے قلوب مزکی، مصفی، مطہر اور پاکیزہ تھے، قرآن کریم سنتے وقت ان کی حالت کو قرآن کریم نے یوں بیان کیا:

”واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینهم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق، یقولون ربنا آمنا فاکتبنا مع الشاهدین، وما لنا لانؤمن بالله وما جاء نا من الحق ونطمع ان یدخلنا ربنا مع القوم الصالحین۔“ (المائدہ:۸۳،۸۴)

ترجمہ: ”اور جب سنتے ہیں اس کو جو اترا رسول پر تو دیکھے تو ان کی آنکھوں کو کہ ابلتی ہیں آنسوؤں سے، اس وجہ سے کہ انہوں نے پہچان لیا حق بات کو، کہتے ہیں: اے رب ہمارے! ہم ایمان لائے سو تو لکھ ہم کو ماننے والوں کے ساتھ۔ اور ہم کو کیا ہوا کہ یقین نہ لاویں اللہ اور اس چیز پر جو پہنچی ہم کو حق سے اور توقع رکھیں اس کی کہ داخل کرے ہم کو رب ہمارا ساتھ نیک بختوں کے۔“

اس کے برخلاف کافر و مشرک جن کی قسمت میں ازلی بدبختی مقدر تھی، ان کا گھٹیا اور گھناؤنا کردار یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی ساحر، کبھی شاعر، کبھی کاہن اور کبھی مجنون جیسے بے ہودہ اور برے القابات سے نوازتے اور کبھی اپنی قوم سے کہتے:

”لا تسمعوا لهٰذا القرآن والغوا فیه لعلکم تغلبون۔“ (حم السجدہ:۲۶)

ترجمہ: ”مت کان دھرو اس قرآن کے سننے کو اور بک بک کرو اس کے پڑھنے میں شاید تم غالب ہو۔“

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

”چونکہ قرآن کریم کی آواز بجلی کی طرح سننے والوں کے دلوں میں اثر کرتی تھی جو سنتا، فریفتہ ہوجاتا، اس سے روکنے کی تدبیر کفار نے یہ نکالی کہ جب قرآن پڑھا جائے، ادھر کان مت دھرو اور اس قدر شوروغل مچاؤ کہ دوسرے بھی نہ سن سکیں، اس طرح ہماری بک بک سے قرآن کریم کی آواز دب جائے گی۔ آج بھی جاہلوں کو ایسی ہی تدبیریں سوجھا کرتی ہیں کہ کام کی بات کو شور مچا کر سننے نہ دیا جائے، لیکن صداقت کی کڑک، مچھروں اور مکھیوں کی بھنبھناہٹ سے کہاں مغلوب ہو سکتی ہے؟ ان سب تدبیروں کے باوجود حق کی آواز قلوب کی گہرائیوں تک پہنچ کر رہتی ہے۔“

ایسے بدباطن اور کوڑھ مغز اور آخرت کے منکر کفار کے سامنے قرآن کریم کی آیات کی تلاوت کی جاتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کرتے اور کہتے:

”ائت بقرآن غیر هذا اوبدله۔“ (یونس:۱۵)

ترجمہ: ”لے آ کوئی قرآن اس کے سوا یا اس کو بدل ڈال۔“

اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا:

”قل مایکون لی ان ابدله من تلقائ نفسی ان اتبع الا مایوحیٰ الی انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم. قل لو شاء الله ماتلوته علیکم ولا ادرٰکم به فقد لبثت فیکم عمراً من قبله افلا تعقلون۔“ (یونس:۱۵،۱۶)

ترجمہ: ”تو کہہ دے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) میرا کام نہیں کہ اس کو بدل ڈالوں اپنی طرف سے، میں تابعداری کرتا ہوں اس کی جو حکم آئے میری طرف، میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں اپنے رب کی بڑے دن کے عذاب سے، کہہ دے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اگر اللہ چاہتا تو میں نہ پڑھتا اس کو تمہارے سامنے اور نہ وہ تم کو خبر کرتا اس کی، کیونکہ میں رہ چکا ہوں تم میں ایک عمر اس سے پہلے، کیا تم پھر نہیں سوچتے۔“

قرآن کریم کو شک کی نگاہ سے دیکھنے والے کفار کو اللہ تعالیٰ نے یوں جواب دیا:

”افلا یتدبرون القرآن، ولو کان من عند غیر الله لوجدوا فیه اختلافاً کثیراً۔“ (النساء:۸۲)

ترجمہ: ”کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر یہ ہوتا کسی اور کا سوائے اللہ کے تو ضرور پاتے اس میں بہت تفاوت۔“

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے نزول کے وقت کفار و منافقین کی حالت یوں بیان کی:

”واما الذین فی قلوبهم

مرض فزادتهم رجسا الی رجسهم وماتوا وهم کافرون۔" (التوبہ:۱۲۴)

ترجمہ: ''اور جن کے دل میں مرض ہے سوان کے لئے بڑھادی گندگی پر گندگی اور وہ مرنے تک کافر ہی رہے۔''

خلاصہ یہ کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان اور اہل کفر کے مابین قرآن کریم کے معاملہ میں ہر ایک کا نقطہ نظر اور فکر و سوچ کا تذکرہ کیا ہے۔ مسلمانوں کے نزدیک یہ کتاب: کلام الٰہی، لاریب، ہادی ورہنما، اوامر ونواہی سے بھرپور، ایمان میں قوت واضافہ کا باعث اور دنیا وآخرت کی سعادتوں اور کامرانیوں سے مالامال کرنے والی کتاب ہے۔ اس کے برعکس کفار مکہ، مشرکین، یہود بے بہبود اور عیسائی نزول قرآن کے وقت سے قرآن کے مخالف، اپنی قوم کو اس سے بدظن اور دور رکھنے کے شیطانی منصوبے بنانے والے، قرآن کریم کو مٹانے اور اس میں تحریف کے مطالبے کرنے والے جو آج تک انہیں شیطانی چالوں، دسیسہ کاریوں اور فتنہ پردازیوں پر عمل پیرا ہیں۔

۱۱/ستمبر ۲۰۰۱ء میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر خودساختہ دہشت گردی اور حملے کے بعد اسلام دشمن قوتوں کے سربراہ، دہشت گردی کے سرپرست، افغانستان کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی کوشش کرنے والے اور پاکستانی آبادیوں پر ڈرون حملے کرنے والے امریکا ''بہادر'' اور اس کے اتحادیوں کی آنکھوں میں دین، دینی اقدار، اسلام اور مسلمان ہمیشہ سے کھٹکتے رہے ہیں اور یہ بات اب اظہر من الشمس ہوچکی ہے کہ اسلام، پیغمبر اسلام، قرآن، مسلمانوں اور ان کی مقدس شخصیات کی توہین وتنقیص اور تحقیر وتذلیل ان کا محبوب مشغلہ بن گیا ہے، صرف یہی نہیں بلکہ پورا مغرب، مغربی دنیا، امریکا، اس کے اتحادیوں اور دنیا بھر کے عیسائی، یہودی کم از کم اس نقطے پر متحد و متفق نظر آتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ انہوں نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو کبھی دہشت گرد، تنگ نظر، تاریک خیال اور جاہل جیسے ''خوبصورت'' القابات سے نوازا اور کبھی ان درس گاہوں کو جن میں قرآن وسنت اور دین و ملت کی تعلیم دی جاتی ہے، ان کو دہشت گردی کے اڈے، تشدد گاہیں، اور عصبیت و فرقہ واریت کی تربیت گاہیں قرار دیا۔

یہ سب کچھ کرنے کے باوجود بھی جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمان اپنے دین ومذہب سے نہیں ہٹ سکتا، قرآن وسنت کی محبت اس کے دل سے نہیں نکل سکتی، ان کا رشتہ اپنے نبی سے نہیں ٹوٹ سکتا تو انہوں نے مسلمانوں کو تڑپانے، ان کے قلوب کو چھلنی کرنے اور انہیں ذہنی وقلبی اذیت میں مبتلا کرنے کی غرض سے فیس بک پر ہمارے نبی وآقا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے توہین آمیز خاکے بنانے کی مہم شروع کرکے دنیا بھر کے مخلص مسلمانوں کے قلوب کو مجروح ومغموم کرنے کی ناپاک وناروا جسارت کی اور اب ایک بار پھر انہیں ملعونوں اور شیطانوں کی شہ پر امریکا کے ایک غلیظ، متعفن اور بدبودار پادری ٹیری جونز نے فیس بک پر ۱۱/ستمبر کو ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی برسی کے موقع پر قرآن کریم جلانے کا اعلان کیا اور امریکی عوام کو بھی اس مذموم عمل میں شریک ہونے کی دعوت دی۔

امریکی عوام اور دنیا بھر کے عیسائیوں کو ٹھنڈے دل ودماغ اور تدبر سے کام لیتے ہوئے اس بات پر غور وفکر کرنا ہوگا کہ کہیں ان کے پادری اور چرچ کے ذمہ داران اپنے سیاہ کرتوتوں جو آئے دن شہ سرخیوں کے ساتھ اخبارات کی زینت بنتے رہتے ہیں، ان پر پردہ ڈالنے اور اپنی عوام کو گمراہ کرنے کے لئے اس قسم کے اوچھے ہتھکنڈے تو استعمال نہیں کررہے؟ کیا عیسائی قوم نے ان کی یہی مذہبی ذمہ داری لگائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کو آگ میں ڈالنے کے غلیظ اور ناپاک منصوبے بنائیں۔ اس پادری کی تعصب، تنگ نظری، تاریک خیالی اور عناد سے اٹی ہوئی خبر ملاحظہ ہو:

''کراچی (رپورٹ: محمد وسیم عباس) بدنام زمانہ ویب سائٹ فیس بک نے ایک مرتبہ پھر اسلام دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے گستاخانہ خاکے شائع کرنے کے ساتھ قرآن جلاؤ مہم شروع کردی۔ پی ٹی اے اور وفاقی حکومت نے فیس بک میں گستاخانہ خاکوں کی دوبارہ اشاعت پر آگاہ کرنے کے باوجود تاحال کسی قسم کی کوئی کارروائی نہیں کی۔ فیس بک پر دوبارہ خاکے شائع کرنے اور قرآن جلانے کی دعوت پر مسلمانوں میں گہری تشویش اور شدید غم وغصہ پایا جاتا ہے۔ سماجی ویب سائٹ فیس بک نے مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل کرنے کے لئے ایک مرتبہ پھر گستاخانہ خاکوں کی اشاعت اور قرآن جلاؤ مہم شروع کردی۔ فیس بک میں "Everybody Burn Quran Day" کے نام سے پیج بنایا گیا ہے، جس میں قرآن کو جلائے جانے کی توہین آمیز تصاویر اور خاکے رکھے گئے ہیں اور فیس بک استعمال کرنے والوں کو قرآن جلانے کی مہم میں شریک ہونے کی ترغیب دی گئی ہے۔ فیس بک پر مذکورہ پیج بنانے والے نے اسلام اور قرآن کے خلاف لکھا ہے کہ: ''مسلمان کہتے ہیں کہ اسلام امن اور آزادی کا مذہب ہے جو حقیقت میں منافقت ہے، جب تک یہ منافقت جاری

رہے گی، قرآن جلانے کا سلسلہ بھی جاری رہے گا، میں بھی لاتعداد مرتبہ ایسا کروں گا، میں آپ کو ہمت دلاتا ہوں کہ آپ بھی قرآن کو ہر کونے پر آگ لگائیں اور اس کی باقیات کو شہر میں چھوڑ دیں، یہ مہم ہر دن خود بخود لوگوں میں پھیل جائے گی۔ میں قرآن کو آگ لگاتے ہوئے ملاؤں کو جو منافقت میں رہ رہے ہیں یہ پیغام دے رہا ہوں کہ قرآن کے ساتھ ایسا ہی کرنا چاہیے جیسا میں کر رہا ہوں۔ میں آپ کو بھی اس مہم میں شامل ہونے کی دعوت دیتا ہوں۔" لاہور ہائی کورٹ نے ۱۹/ مئی کو پاکستان میں فیس بک پر ۳۱ مئی تک پابندی لگائی تھی جس پر پی ٹی اے اور وفاقی حکومت نے لاہور ہائی کورٹ کے حکم پر عمل درآمد کرتے ہوئے مذکورہ ویب سائٹ بند کردی تھی، تاہم پابندی عائد کرتے وقت انہوں نے عدالت کو بتایا کہ فیس بک حکام نے حکومت پاکستان کو یقین دہانی کرائی ہے کہ آئندہ فیس بک پر ایسی مذموم حرکت نہیں کی جائے گی، اس پر لاہور ہائی کورٹ نے ۳۱/ مئی سے دوبارہ اس شرط پر فیس بک کھولنے کی اجازت دی کہ اگر گستاخانہ خاکوں جیسی کوئی حرکت پھر کی گئی تو فیس بک پر دوبارہ پابندی عائد کردی جائے گی، تاہم فیس بک پر دوبارہ سے خاکوں کی اشاعت اور قرآن مجید کی توہین کا سلسلہ شروع کردیا گیا ہے اور فیس بک کے حکام کی جانب سے خاکے بنانے اور قرآن مجید کی توہین کی کھلی چھٹی دی گئی ہے۔ پی ٹی اے حکام کو فیس بک کے مذکورہ مذموم اقدام کی ۳ دن قبل اطلاع دی گئی تھی، لیکن تاحال اس معاملے میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی اور فیس بک پر مسلسل مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کا سلسلہ جاری ہے۔ عوامی حلقوں کا کہنا ہے کہ پاکستان میں فیس بک پر گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کی ذمہ دار پی ٹی اے ہے۔ پی ٹی اے نے صرف وائرس کی بنا پر ملک میں کئی ویب سائٹ پر پابندی لگا کر انہیں بلاک کیا ہے لیکن توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والی فیس بک کو بند نہیں کیا جو معنی خیز ہے۔ پی ٹی اے ملک میں انٹرنیٹ سروس فراہم کرنے کے لئے مختلف کمپنیوں اور اداروں کو لائسنس جاری کرتا ہے۔ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل ۲ اے کے تحت ملک میں کوئی ایسا کام نہیں کیا جاسکتا جو اسلام کے اصولوں کی نفی کرے جب کہ فیس بک توہین رسالت جیسے بڑے اور سنگین جرم کا ارتکاب کررہی ہے اور حکومتی ادارے مکمل طور پر خاموش ہیں۔"

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۷/ جولائی ۲۰۱۰ء)

محسوس یوں ہوتا ہے کہ پی ٹی اے اور وفاقی حکومت میں کچھ دین دشمن کالی بھیڑیں گھس گئی ہیں، جن پر مادیت کا اتنا اثر اور غلبہ ہوچکا ہے کہ وہ اب سوچنے، سمجھنے اور قوت فیصلہ کی خداداد صلاحیت سے بیگانہ اور ناآشنا ہوچکی ہیں، جس کی بنا پر انہیں توہین رسالت اور قرآن کریم کی بے حرمتی جیسے مذموم اقدامات نظر نہیں آتے۔ پاکستانی عوام یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں اور اس پر وہ حق بجانب ہیں کہ کیا ان کا اللہ، رسول، قرآن کریم اور یوم آخرت پر ایمان نہیں، کیا انہیں اللہ، رسول اور قرآن کریم سے محبت نہیں؟ اگر ان کا ان چیزوں پر ایمان ہے اور ان سے محبت ہے تو انہیں سوچ لینا چاہیے کہ اگر کل قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان سے پوچھ لیا اور ان سے یہ سوال کرلیا کہ میرے نام پر بننے والے ملک میں تمہیں بڑے بڑے عہدے اور منصب ملے، بااختیار ہونے کے باوجود تم نے میرے نبی کی توہین وتنقیص اور میرے کلام کی بے حرمتی کیسے برداشت کرلی تو ان کے پاس کیا جواب ہوگا؟

پاکستانی عوام کی اکثریت کا اپنی عدالتوں سے بھی یہ مطالبہ ہے کہ لاہور ہائی کورٹ نے جب یہ کہہ کر فیس بک کھولنے کی اجازت دی تھی کہ "اگر گستاخانہ خاکوں جیسی کوئی حرکت پھر کی گئی تو فیس بک پر دوبارہ پابندی عائد کردی جائے گی۔" اب عدالت کو چاہیے کہ فیس بک پر جب دوبارہ سے خاکوں کی اشاعت اور قرآن کریم کی توہین کا سلسلہ شروع کردیا گیا ہے تو اس پر فوراً پابندی لگانے کا حکم نامہ جاری کرے۔

بلاشبہ حقیقت اور انصاف پسند دنیا پر اب یہ بات عیاں ہوچکی ہے کہ اسلام، پیغمبر اسلام، قرآن اور مسلمانوں کے خلاف بھونکنے والا کوئی بھی خبیث النفس، بدفطرت، ملعون اور موذی کہیں اور کسی ملک میں بھی رہتا ہو، امریکا اور مغربی دنیا ہمیشہ اس کی سرپرستی، تائید اور ہر طرح کا اعتماد وتعاون مہیا کرتی ہے، آخر کیا وجہ ہے کہ امریکا میں بیٹھنے والے اس ملعون پادری کو اتنی جرأت ہوگئی کہ وہ کلام اللہ کی توہین کرے اور جلانے کے منصوبے بنائے۔

فیس بک پر دوبارہ خاکے شائع کرنے اور قرآن کریم جلانے کی مذموم مہم کے بارہ میں پاکستان بھر میں دینی، مذہبی، سیاسی اور سماجی جماعتوں اور مسلم عوام میں گہری تشویش اور شدید غم وغصہ پایا جاتا ہے۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان، جمعیت علماء اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جماعت اسلامی، جماعت

الدعوۃ، اہل سنت والجماعت، سنی وحدت کونسل، سنی رہبر کونسل، تنظیم اسلامی، مسلم اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن اور دیگر جماعتوں نے اس پر شدید احتجاج کیا ہے۔

چنانچہ روزنامہ اسلام میں اس سلسلہ کی خبر ملاحظہ ہو:

”کراچی (اسٹاف رپورٹر) فیس بک پر دوبارہ اسلام دشمنی پر مبنی مواد کی اشاعت سے مغرب کا اصل چہرہ سامنے آگیا ہے۔ پارلیمنٹ کو دینی غیرت کا مظاہرہ کرنا چاہئے اور فیس بک کی اس گھناؤنی حرکت پر اسپیشل سیشن طلب کرے۔ فیس بک کے خلاف سپریم کورٹ از خود نوٹس لے اور اس پر مکمل پابندی لگائے۔ مسلمان غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے فیس بک کا استعمال بند کردیں۔ فیس بک پر دوبارہ خاکوں کی اشاعت اور قرآن جلانے کی مہم مسلمانوں کے لئے بہت بڑا المیہ ہے۔ فیس بک پر پابندی نہ لگائی گئی تو ملک گیر احتجاج کریں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس اور قرآن مجید کے تقدس کے لئے جان کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ مسلمان ہر سطح پر ان کا بائیکاٹ کریں۔ فیس بک کا استعمال ایمان کے لئے خطرہ ہے۔ توہین رسالت کے اس مذموم اقدام سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہورہے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار وفاق المدارس العربیہ پاکستان، جمعیت علماء اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جماعت اسلامی، جماعۃ الدعوۃ، اہل سنت والجماعت، سنی وحدت کونسل، سنی رہبر کونسل، تنظیم اسلامی، مسلم اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن و دیگر دینی جماعتوں کے رہنماؤں نے فیس بک پر دوبارہ گستاخانہ خاکے شائع کرنے اور قرآن جلاؤ مہم شروع کرنے پر شدید الفاظ میں ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کیا۔ وفاق المدارس العربیہ کے ناظم اعلیٰ قاری محمد حنیف جالندھری نے کہا کہ فیس بک پر دوبارہ گستاخانہ خاکے شائع کرنا اور قرآن جلاؤ مہم انتہائی شرمناک فعل ہے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان اس واقعہ کا از خود نوٹس لے اور فیس بک پر مکمل طور پر پابندی لگائے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو بھی اپنی دینی غیرت کا ثبوت دیتے ہوئے ویب سائٹ کا استعمال چھوڑ دینا چاہئے۔

جمعیت علماء اسلام کراچی کے امیر قاری محمد عثمان نے کہا ہے کہ فیس بک نے دوبارہ اسلام دشمنی پر مبنی مواد کی اشاعت کرکے اپنے حقیقی چہرے کو واضح کردیا۔ مغرب اسلام کی روز بروز بڑھتی ہوئی اشاعت سے ہراساں ہوکر اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آیا۔ پی ٹی اے نے اگر فیس بک پر پابندی نہ لگائی تو ملک گیر احتجاج کریں گے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ فیس بک کا بھرپور بائیکاٹ کیا جائے گا۔ حکومت بار بار ٹیسٹ کرنے کے بجائے مستقل طور پر فیس بک پر پابندی لگائے۔ فیس بک کے خلاف اگر موثر کارروائی نہ کی گئی تو احتجاج کی آخری حد تک جائیں گے۔ جماعت اسلامی سندھ کے رہنما ڈاکٹر معراج الہدیٰ صدیقی نے کہا کہ فیس بک بار بار مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل کرنے اور دین کی بنیادوں پر ضرب لگانے کے لئے کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور کبھی قرآن کریم جیسی مقدس کتاب کو نشانہ بناتا ہے۔ وہ اس دنیا سے ہدایت کے تمام نشانوں کو مٹانا چاہتا ہے۔ اسلام امن و سلامتی کا مذہب اور تاقیامت باقی رہے گا۔ معروف نوجوان مذہبی اسکالر مولانا سید عدنان کاکاخیل نے کہا ہے کہ ویب سائٹس پر ممنوعہ مواد کی اشاعت کے حوالے سے قانون سازی کی ضرورت ہے۔ دنیا کے بہت سے ممالک میں ان کی پالیسی کے خلاف کسی ویب سائٹ تک رسائی ممکن نہیں ہوتی۔ انہوں نے کہا کہ فیس بک پر اسلام دشمن مواد کی اشاعت پر او آئی سی نوٹس لے اور اس کے خلاف مشترکہ پالیسی بنائی جائے۔ جماعۃ الدعوۃ پاکستان کے مرکزی رہنما پروفیسر حافظ عبدالرحمن مکی نے کہا ہے صلیبی و یہودی بار بار قرآن پاک کی توہین اور شان رسالت میں گستاخیاں کرکے مسلمانوں کی ایمانی غیرت کو چیک کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور مسلمانوں کو ان گستاخیوں (نعوذ باللہ) کا عادی بنانا چاہتے ہیں، اظہار رائے کی آزادی کا یہ مطلب نہیں کہ کسی کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائی جائے۔ اہل سنت والجماعت کراچی کے صدر مولانا اورنگزیب فاروقی نے کہا ہے کہ فیس بک پر اسلام دشمن مواد کی اشاعت بہت بڑا المیہ ہے۔ مسلمانوں کو متحد ہونا چاہئے۔ سنی رہبر کونسل کے سربراہ اور رؤیت ہلال کمیٹی کے چیئرمین مفتی منیب الرحمن نے کہا ہے کہ ہمارے حکمرانوں کی

ذمہ داری ہے کہ وہ پاکستان میں فیس بک کو ممنوع قرار دیں اور پوری دنیا کے مسلمان اس کا ووزٹ نہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ جب تک اہل مغرب کو اقتصادی چوٹ نہیں دی جائے گی، یہ باز نہیں آئیں گے۔ ان سے کسی قسم کی اخلاق اور انسانی اقدار کی کوئی توقع نہیں کی جاسکتی۔ انہوں نے کہا کہ پارلیمنٹ دینی غیرت کا مظاہرہ کرے اور فیس بک کے اس مذموم اقدام کے خلاف فوری طور پر اسپیشل سیشن طلب کرے۔ تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے کہا ہے کہ فیس بک کا استعمال غلط ہے۔ دین کا تقاضا ہے کہ فیس بک کو بند کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ فیس بک کا استعمال ایمان کے لئے خطرہ ہے۔“

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۷/جولائی ۲۰۱۰ء)

بہر حال جن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس اور قرآن کریم کے تحفظ کی خاطر کسی بھی درجہ میں آواز اٹھائی ہے، انہوں نے اپنے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور نجات اخروی کا سامان کرلیا ہے اور جو لوگ اس سے محروم رہے، وہ بہت بڑے خسارے اور نقصان میں رہے، الا یہ کہ وہ توبہ واستغفار کر کے اپنے طرز عمل کی اصلاح کرلیں۔

اگر مسلم حکمران ذاتی اغراض اور مفادات سے بالاتر ہوکر اللہ، رسول اور قرآن کریم سے دلی وابستگی کا ثبوت دیتے ہوئے اس مسئلے کو سنجیدگی سے لیں اور عالمی فورم پر انبیاء کرام، مقدس کتب اور مقدس شخصیات کی عزت وناموس اور تحفظ کے لیے آواز اٹھائیں اور اس کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہ کرنے کا عہد کرلیں تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ مادہ پرست قوم مسلمانوں کے سامنے گھٹنے نہ ٹیک دے۔ بات صرف جرأت وہمت کی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

تمنا

تمنا ہے رسول پاک ﷺ کا میں نقشِ پا دیکھوں
دیارِ مصطفیٰ دیکھوں، وہی شہرِ وفا دیکھوں

اسی مٹی میں گھل مل کر محبت کی فضا دیکھوں
اسی کہسار میں جاکر وہی آب و ہوا دیکھوں

جو مسکن ہے جو مامن ہے غلامانِ محمد ﷺ کا
اسی وادی میں پہنچوں میں، اسے جلوہ نما دیکھوں

سوا یہ درد ہوتا جارہا ہے اب تحمل سے
خدایا! وقت لاجلدی کہ میں اپنی دوا دیکھوں

وہی دیوار و در محراب و منبر چاہیے مجھ کو
حطیم و ملتزم دیکھوں، حرم دیکھوں، صفا دیکھوں

صدا لبیک کی کانوں میں جو رس گھول دیتی ہے
زباں پر اپنی جاری میں وہی حمد و ثنا دیکھوں

درودوں کا ہو تحفہ اور ہو یہ بندۂ مسکین
شفیع المذنبین ﷺ کی یوں حضوری میں کھڑا دیکھوں

مداوائے غمِ دل ہے جو بیمار محبت کا
جہانِ دلربا دیکھوں، بہارِ جانفزا دیکھوں

کہاں دل کو جمیلؔ اک بار میں آسودگی ہوگی
طلب یہ ہے اسے میں بارہا اور بارہا دیکھوں

مفتی جمیل احمد نذیری، اعظم گڑھ

دعوتِ غور و فکر

مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ

نبوت و رسالت کا روشن سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر ختم ہوا' گویا سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قرآن و سنت کی روشنی میں اس عقیدہ کو عقیدۂ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔ یہ عقیدہ دین اسلام کی بنیاد اور ایمان کی روح ہے۔ دین اسلام کا محور اور مرکز یہی عقیدہ ہے کیونکہ پورے دین اسلام کی خوبصورت عمارت اس عقیدہ کی بنیاد پر قائم ہے اور ملت اسلامیہ کی وحدت کا راز بھی تاقیامت اسی عقیدہ کی خیر و برکت میں پنہاں ہے۔ قرآن مجید نے ایک سو مرتبہ اور صاحب قرآن' نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سو دس مرتبہ اس عقیدہ کی حقانیت کی گواہی دی ہے۔ اسلام اور صحابہ کرامؓ کا سب سے پہلا اجماع مسئلہ ختم نبوت پر ہوا' چنانچہ جب بدبخت مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو صحابہ کرامؓ کی پوری جماعت نے اس روسیاہ کو متفقہ طور پر کافر و مرتد اور واجب القتل قرار دے کر اسے مع اس کی جماعت کے جہنم رسید کیا۔

ختم نبوت کے صریح اعلان اور ملت اسلامیہ کے متواتر اقدامات کے بعد یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی شخص' جو دماغی طور پر معذور نہ ہو' سنجیدگی کے ساتھ نبوت کا دعویٰ بھی کر سکتا ہے' اس لئے مسیلمہ کذاب سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی تک ہر مدعی نبوت کے دعویٰ کا سیاسی یا معاشی سراغ ضرور ملے گا۔

برصغیر میں انگریز کے عہد کے دوران جب مسلمانان ہند ظلم و ستم کی چکی میں پس رہے تھے اور آئے دن مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کا نیا طریقۂ واردات ایجاد کیا جاتا تھا' انہی ایام میں انگریز سامراج نے دین اسلام سے ازلی دشمنی کا اظہار کرنے کی خاطر مرزا غلام احمد قادیانی کے گلے میں انگریزی نبوت کا طوق غلامی ڈال کر اسے طاغوتی قوتوں کے عرش تک معراج کرائی اور مرزا قادیانی نے وحدت ملی کی دیوار میں نقب زنی کے لئے فرنگی کے اجرتی ڈاکو کا کردار ادا کرتے ہوئے اس کے عوض انگریز گورنمنٹ سے مراعات حاصل کیں اور اپنے کفریہ عقائد و عزائم کی تشہیر و تبلیغ کے لئے فتنۂ قادیانیت کی بنیاد رکھی۔

قادیانیت کیا ہے؟ قادیانیت برطانوی سامراج کا پیدا کردہ اسلام دشمن سیاسی و سازشی فتنہ ہے' جس کو مرزا قادیانی نے مذہبی روپ دے کر مسلمانوں کے دلوں سے جذبۂ جہاد کو مٹانے کی خطرناک سازش دور فرنگی میں فرنگی کے اشارہ پر تیار کی تھی۔ قادیانیت انگریز کا خودکاشتہ پودا ہے اور قادیانی عالمی صیہونی تحریک کے آلۂ کار یورپ کے تربیت یافتہ اور اسرائیل کے ایجنٹ ہیں۔ قادیانیت کا وجود ننگ انسانیت' ملت اسلامیہ کے لئے ایک ناسور اور ایمان کے لئے زہر قاتل ہے۔ قادیانیت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عناد' ختم نبوت پر ڈاکہ زنی اور یہودیت کے مکر و فریب اور دجل کا دوسرا نام ہے۔

قادیانیوں کے چند کفریہ عقائد:

خدا تعالیٰ' انبیاؑ کرام' صحابہ کرامؓ' قرآن مجید' حرمین شریفین اور مسلمانان عالم کے متعلق قادیانیوں کے کفریہ عقائد کا نمونہ خود مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں:

☆..... "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔"

(دافع البلاء ص۱۱)

☆..... "میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں' میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴)

☆..... "محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص۴)

☆..... "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے' حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔"

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۲/فروری ۱۹۲۴ء)

☆..... "یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے' اس کا سبب یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا

کرتے تھے۔" (کشتی نوح ص۷۲)

☆...... "آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے' تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔"

(انجام آتھم ص۷)

☆...... "ابوبکر و عمر کیا تھے وہ حضرت غلام احمد (قادیانی) کے جوتیوں کے تسمے کھولنے کے بھی لائق نہیں تھے۔"

(ماہنامہ المہدی ص۳/۲ بابت ماہ جنوری و فروری ۱۹۱۵ء)

☆...... "حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص۱۱)

☆...... "قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔"

(تذکرہ ص۷۶)

☆...... "لوگ معمولی نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں' مگر اس جگہ (قادیان) آنا نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام ص۳۵۲)

☆...... "زمین قادیاں اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے" (درثمین ص:۴۵)

☆...... "کنجریوں کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷/۵۴۸)

☆...... "دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔" (نجم الہدیٰ ص:۵۳)

☆......"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا' وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔" (آئینہ صداقت ص:۳۵)

مسلمان بھائیو! مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کا یہ کفریہ اژدھا نسل کے ایمانوں کو نگلنے کی خاطر بڑھا چلا آرہا ہے' وہ کیسا مسلمان ہے جو روح کو تڑپا دینے اور دلوں کو دہلا دینے والے ان کفریہ عقائد و عزائم سے آنکھیں بند کرکے لبوں پر مہر سکوت طاری کرکے آرام سے بیٹھا رہے؟ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے مسلمان بھائیو! آپ کی غیرت ایمانی کہاں سوگئی ہے؟ قادیانیوں کی زبان بے لگام کو کون لگام دے گا؟

آج روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے سوال کرتی ہے کہ آپ نے اپنی ذات' والدین' بہن' بھائی' دوست احباب' خاندان' برادری' کنبہ و قبیلہ کی ناموس کے تحفظ کا بندوبست کرتے ہوئے اپنے دشمن سے ہر قسم کے تعلقات ختم کرنے میں تو کوئی تاخیر نہ کی لیکن میرے دشمن' میرے اصحاب کے دشمن' قرآن و سنت اور عالم اسلام کے دشمن کے ساتھ آپ کے تعلقات' دوستیاں' اٹھنا بیٹھنا' چلنا پھرنا' بول چال' سلام و کلام' لین دین' شادی غمی' کاروبار میں شرکت چہ معنی دارد؟ جس نے آپ کی توہین کی ہمیشہ کے لئے آپ کے دروازے اس پر بند ہوگئے لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے مرتکب' دشمن ختم نبوت کے لئے آپ کے دروازے کیوں کھلے رہے؟ آخر آپ کس منہ سے میدان حشر میں شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کا سوال کریں گے؟ کیونکہ قادیانیت کا ٹکراؤ براہ راست رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے ہے' اس کا واحد مقصد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو مٹا کر مرزا قادیانی کی نبوت کو چلانا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو کسی سے محبت کرتا ہوگا قیامت کے روز اسی کے ساتھ ہوگا' زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں' معلوم نہیں یہ کاروان زیست کب لٹ جائے' کون جانتا ہے کہ کب عزرائیل کی آمد ہو اور ہمارا یہ گلشن حیات اجڑ جائے؟ آرزوؤں' امیدوں اور تمناؤں کے سینکڑوں تاج محل منہدم ہوجائیں' اس لئے مسلمان بھائیو! اگر قبر کی تاریک کوٹھڑی میں رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان چاہئے' حشر کی ہولناک و خوفناک اور نفسانفسی کی گھڑیوں میں شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی ضرورت ہے' اگر ساقی کوثر کے ہاتھوں جام کوثر پی کر حشر میں پیاس بجھانے کی تمنا ہے' اگر حشر کی وحشت ناک گرمی میں کالی کملی والے نبی کی چادر رحمت کا سائبان اور رحمت کے جھنڈے لواء الحمد کے نیچے سایہ حاصل کرنے کی آرزو اور جستجو ہے تو پھر ایک ہی راہ ہے کہ قادیانیوں سے ہر قسم کے تعلقات کو ختم کرنے کا صدق دل سے آج ہی فیصلہ کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی نگہبانی کا فریضہ سرانجام دیجئے' ختم نبوت کے تحفظ کے کام کو سنبھالئے' نبی کے دشمنوں کو پہچانئے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی وفا کا ثبوت دیجئے۔

مسلمان بھائیو! اچھی طرح جان لیجئے کہ وقت کسی کا منتظر نہیں' موت کسی کو مہلت نہیں دیتی' زندگی کی چند مستعار گھڑیوں کو مہلت تصور کرتے ہوئے ان کی قدر کیجئے' خوب غور و فکر کیجئے اور اللہ سے ڈریئے' موت کے فرشتے کی آمد کے بعد نہ سوچ سے کچھ حاصل ہوگا اور نہ فکر کا کچھ فائدہ ہوگا۔ اتنا یاد رکھئے کہ آپ کا کسی مرزائی کو گلے لگانا گنبد خضرا میں دل مصطفی (ﷺ) کو دکھانے اور تکلیف دینے کے مترادف ہے۔ ☆☆☆

سہ ماہی ردّ قادیانیت تربیتی کلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں گاہے بگاہے ردّ قادیانیت پر تیاری کے لئے وفاق المدارس کے سند یافتہ علماء کرام کی سہ ماہی کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے

امسال: دس ذوالقعدہ ۱۴۳۱ھ سے مجوزہ کلاس کا آغاز ہوگا

کلاس میں شرکت کے خواہش مند حضرات کا ''جیداً جداً'' میں وفاق کا سند یافتہ ہونا ضروری ہے۔ نیز اردو تعلیم میں میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ شرکاء کورس کو قیام وطعام کے علاوہ 1000 روپے اعزازیہ بھی دیا جائے گا۔

ذوق مناظرہ اور شوق تبلیغ رکھنے والے نئے علماء کرام توجہ فرمائیں

☆......کورس میں شرکت کے متمنی جلد از جلد درخواست قلمی، سادہ کاغذ پر بھجوادیں۔

☆......فوٹو کاپی سند وفاق المدارس، فوٹو کاپی سند میٹرک، فوٹو کاپی شناختی کارڈ ہمراہ درخواست لف کریں۔

رابطہ کیلئے: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی (مرکزی ناظم تبلیغ)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان، فون: 4583486-4783486، فیکس: 4542277

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

اسلام زندہ باد — فرما گئے یہ ہادیٔ لا نبی بعدی — تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد

29 ویں سالانہ عظیم الشان دو روزہ ختمِ نبوت کانفرنس

بمقام مسلم کالونی چناب نگر

بتاریخ 14 جمعرات 15 جمعۃ المبارک اکتوبر 2010

عنوانات

- توحیدِ باری تعالیٰ
- سیرۃ خاتم الانبیاء
- مسئلہ ختمِ نبوۃ
- حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام
- عظمت صحابہؓ و اہلِ بیتؓ
- اتحادِ امت

حکیم العصر محدثِ کبیر، ولیٔ کامل مخدوم العلماء حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم — باب العلوم کہروڑ پکا

استاذ المحدثین حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم — نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ولی ابن ولی حضرت مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب مدظلہ — خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

اور ردِّ قادیانیت جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ اہلِ اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

ملتان: 061-4783486
چناب نگر: 047-6212611

قیمت فی شمارہ -/10 روپے — قیمت سالانہ -/100 روپے